بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکمل صحیح اسلامی عقیدہ

قسط دوم

مؤلف

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

مقرر ریڈیو و ٹیلی ویژن پاکستان

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ، 977-A، بلاک بی III، گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور

042-6823128,6846677,0300-4274936

Web:http://www.seedharastah.com

E-Mail: info@seedharastah.com

فہرست مضامین

۱	عرض حال۔	۳
۲	کن کی تقلید اور پیروی کرنی چاہیے۔	۱۲
۳	موصوف نے ایک اور عنوانِ ناراضگی یہ باندھا ہے۔	۲۳
۴	تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔	۲۴
۵	اَحادیثِ مقدسہ میں بھی چیزوں پر غیر خدا کا نام مشہور ہے۔	۳۸
۶	حوضِ کوثر نبی کریم ﷺ کا ہے۔	۴۳
۷	حضور نبی کریم ﷺ کے نام کا جانور ذبح کرنا۔	۴۴
۸	سرکارِ کائنات ﷺ کے لئے نامزد بکری۔	۴۵
۹	حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے بکری ذبح کرنا۔	۴۵
۱۰	حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے جانور ذبح کرنا۔	۴۶
۱۱	امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مال اور نفع۔	۴۶
۱۲	مالِ صدیقی رضی اللہ عنہ کا فائدہ۔	۴۷
۱۳	آیئے ملاحظہ فرمائیں۔	۴۹
۱۴	درویشوں کے لئے کھانا۔	۵۳
۱۵	فاتحہ شریف کے لئے کھانے کا اہتمام۔	۵۳
۱۶	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا اپنا واقعہ۔	۵۴
۱۷	گیارہویں شریف کیا ہے؟	۵۵
۱۸	نذر، نیاز کی حقیقت۔	۵۸
۱۹	فیروز اللُّغات۔	۵۸
۲۰	واقعہ نمبر۱۔	۵۹
۲۱	واقعہ نمبر۲۔	۶۰

عرض حال

انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب ''عقائد کی پختگی' اعمال کی درستگی خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ اور محبت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم'' کی تحریک' اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق سے بڑی کامیابی سے چلا رہی ہے۔ اِس کے اثرات اندرون ملک اور بیرون ملک بھی نظر آرہے ہیں۔ وہ لوگ جو ہر وقت اَعمال کی صحت کی گفتگو کرتے تھے۔اَب صحیح عقائد کی حقیقت واہمیت اُن کے ذہن وضمیر کو دستک دے رہی ہے۔ مفتی عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے اپنے لیکچر بعنوان ''**العقيدة الصحية وما يضادها**'' میں اِن الفاظ میں اِس حقیقت کا اِحساس کیا ہے۔ کہتے ہیں ''صحیح عقیدہ دین اسلام کی بنیاد ہے اور ملتِ اِسلامیہ کی اَساس اِسی پر قائم ہے۔ یہ بات کتاب وسُنّت کے دلائلِ شرعیہ سے واضح اور ثابت شدہ ہے کہ انسان کے تمام اقوال وافعال اُسی وقت صحیح اور بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوں گے جب کہ اُس کا عقیدہ صحیح اور درست ہو اگر کسی شخص کا عقیدہ صحیح نہیں ہے تو اُس کے سارے اقوال اور اعمال بیکار اور عنداللہ اُن کا کوئی اعتبار نہیں۔'' (ص:۳)

''صحیح اِسلامی عقیدہ'' کے عنوان سے مدرسہ دار السنہ اسلامک کالج تاجپورہ لاہور کے مدرس ابراہیم سلفی (ایم۔اے) نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے۔اُس میں اُنہوں نے بھی لکھا ہے۔ ''عقائد کی اِصلاح اور ایمانیات کی درستگی ہی حقیقی فوز وفلاح کی گارنٹی ہے۔اَعمال کی قبولیت کا دارومدار بھی انہی پر ہے۔اِسی لئے قرآن وحدیث کا بہت بڑا حصہ اِن کی درستگی اور پختگی کی دعوت دیتا ہے''۔ (ص:۲)

عقائد اور نظریات' ایمانیات اور اعتقادیات الفاظ اور تحریروں کا نام نہیں بلکہ اقرار' باللسان اور تصدیق' بالقلب کا نام ہے۔ عقائد ونظریات' اِیمانیات اور اعتقادیات تبھی درست اور صحیح ہوں گے اگر پورے قرآن مجید' پوری سورتوں اور ہر ہر آیتِ مقدسہ پر مکمل ایمان ہو۔ یہ عقیدہ اور ایمان کیا ہوا کہ جس آیتِ مبارکہ کو دِل نے چاہا مان لیا اور جس آیتِ مبارکہ کو چاہا رد کر دیا یا لوگوں سے چھپا لیا۔ (نعوذ باللہ)

اعتقادیات میں سب سے اوّل اللہ تبارک وتعالیٰ کو احد' صمد' لم یلد ولم یولد' ازلی' ابدی' سرمدی' واجب الوجود اور وحدہ لاشریک ماننا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی صفات کو اُس کی ذاتی اور حقیقی صفات ماننا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سورۂ بنی اسرائیل کی آیتِ مبارکہ نمبر ۱۱۱ میں اِرشاد فرماتا ہے: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ٥ ''اور (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) فرمادیں تمام خوبیاں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے ہیں جس نے اپنے لئے بچہ اختیار نہیں کیا اور بادشاہی میں اُس کا کوئی شریک نہیں اور وہ کمزور نہیں کہ کوئی اُس کا مددگار اور حمایتی ہو اور اُس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہیں''۔

قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ ''توحید'' ربّانی کے ساتھ ساتھ عظمت اور تعظیم وتوقیر محبوب کبریا' رحمۃ اللعالمین' خاتم النبیین ﷺ اور آپ کی ذات وصفات اور معجزات اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے فضائل ومعجزات بھی بیان فرماتے ہیں۔

نیز صحابہ کرام' اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی عظمتیں اور کرامتیں بیان کرتے ہیں۔ اِن تمام باتوں کو ماننا عقیدہ توحید رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ اِن عظیم ہستیوں کی عظمتیں عظیم الشان ''حقیقی کتاب التوحید'' قرآنِ مجید میں بیان ہیں۔

''توحید'' انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عظمت کے انکار کا نام نہیں بلکہ تقاضائے عقیدہ توحید ہے کہ اِن کا اقرار کیا جائے۔ کیونکہ یہ بات بھی صحیح عقیدہ اور ایمان کے درست ہونے کے لئے ضروری ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشادِ مبارک ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ٥ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ٥ (الفتح:۹)

''بیشک ہم نے آپ (ﷺ) کو بھیجا ہے گواہ بنا کر اور خوش خبری دینے

والے اور ڈرسنانے والے تاکہ اے لوگو! تم اللہ (عزوجل) اور اُس کے (پیارے) رسول (کریم ﷺ) پر ایمان لاؤ اور (رسولِ کریم ﷺ) کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی پاکی بیان کرو۔"

صحیح عقیدہ تبھی ہوگا جب اللہ تبارک وتعالیٰ کو ایک اور انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان اور معجزات و کرامات کو تسلیم کیا جائے۔ اور اُن کے ادب واحترام اور تعظیم و توقیر کو جزوِ ایمان بنایا جائے۔

انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب کی عقائد کی پختگی، اعمال کی درستگی، خوف خدا عزوجل اور محبت رسولِ کریم ﷺ کی تحریک بفضلہٖ تعالیٰ دن بدن مقبول عام ہو رہی ہے۔ اِسی ضمن یہ پمفلٹ قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔ جس کا عنوان ہے "مکمل صحیح اِسلامی عقیدہ" یہ پہلی قسط ہے جو مدرس محمد ابراہیم سلفی (ایم۔اے) کے پمفلٹ "صحیح اسلامی عقیدہ" کو پڑھ کر پیش کی جا رہی ہے۔ موصوف کے پمفلٹ سے اِس پمفلٹ میں زیرِ بحث موضوع کا فوٹو بھی پیش خدمت ہے۔

قارئین کرام مدرس موصوف سے پمفلٹ منگوا سکتے ہیں۔ پھر "صحیح اسلامی عقیدہ" اور "مکمل صحیح اسلامی عقیدہ" کا موازنہ کر کے اندازہ فرما سکتے ہیں کہ کس پمفلٹ کو پڑھ کر صحیح عقیدہ کا پتا چلتا ہے۔

خیر اندیش
منیر احمد یوسفی عفی عنہ

محمد ابراہیم سلفی (ایم۔اے) کا شائع شدہ پمفلٹ جس کا نام ''صحیح اسلامی عقیدہ'' ہے۔اُس کی پیشانی پر لکھا ہے۔اِنَّہٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَمَا ھُوَ بِالْھَزْلِ ''بے شک یہ (قرآن) دوٹوک فیصلہ کرنے والا کلام ہے اور یہ کوئی ہنسی مذاق کی بات نہیں''۔

اِس فرمانِ مقدس کی سچائی میں شک کی جگہ نہیں۔مگر مؤلف نے خود اپنے پمفلٹ میں آیاتِ مقدسہ لکھ کر لوگوں سے سنجیدہ انداز میں گفتگو نہیں کی اور نہ ہی اچھے مدرس ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے۔مدرس و معلم کی شان اصلاح اور تربیت ہوتی ہے کفر وشرک کے فتوے لگانے نہیں ہوتی۔

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے ''مکمل صحیح اِسلامی عقیدہ'' (حصہ اوّل) کے عنوان سے ایک سنجیدہ مدلل اور نافع رسالہ شائع کیا ہے جس میں ''صحیح اسلامی عقیدہ'' کے مؤلف کے غیر سنجیدہ اور غیر نافع انداز کی اصلاح کی ہے۔زیرِ نظر کتاب ''مکمل صحیح اِسلامی عقیدہ'' کی دوسری قسط ہے جس میں ''صحیح اِسلامی عقیدہ'' کے مؤلف کی کچھ اور باتوں کی اِصلاح اور حقائق بیان کیے ہیں۔

مؤلف نے لکھا ہے:۔

''ہر دور کے مشرک کا یہی جواب رہا ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے دین کی پیروی کریں گے''۔

مؤلف کے پمفلٹ سے فوٹو ملاحظہ فرمائیں

18۔ ہر دور کے مشرک کا یہی جواب رہا کہ ہم اپنے باپ دادا کے دین کی پیروی کریں گے

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ﴾ (المائدہ: ١٠٤)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس بات کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور آؤ رسول کی طرف تو کہتے ہیں ہمیں تو وہی کچھ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا ہے۔ خواہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں اور نہ ہی ہدایت پر ہوں۔''

﴿قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا﴾ (ہود: ٨٧)

''اے شعیب کیا تیری تلاوت تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے معبودوں کو چھوڑ دیں؟''

﴿قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى قَالُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيدُونَ أَن تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ﴾ (ابراهيم: ١٠)

''ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ کے بارے میں کوئی شک ہے، جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے؟ تمہیں اس لیے بلاتا ہے کہ تمہارے لیے تمہارے کچھ گناہ بخش دے اور تمہیں ایک مقررہ مدت تک مہلت دے۔ انہوں نے کہا تم

نہیں ہو مگر ہمارے جیسے بشر، تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے روک دو جس کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے، تو ہمارے پاس کوئی واضح دلیل لاؤ۔"

﴿قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ٥ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ٥ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ٥ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ٥﴾ (الشعراء: ۷۱ تا ۷۴)

"انہوں نے کہا کہ ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان کے لیے بیٹھے رہتے ہیں۔ کہا (ابراہیم علیہ السلام نے) کیا جب تم انہیں پکارتے ہو تو یہ تمہیں سنتے ہیں؟ یا تمہیں نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ وہ کہنے لگے، نہیں بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا کرتے پایا۔"

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ ٥﴾

(البقرہ: ۱۷۰)

"اور جب ان (کفار و مشرکین) سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کی ہے، تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباؤ واجداد کو پایا ہے، اگرچہ ان کے آباؤ واجداد کچھ بھی عقل نہ رکھتے ہوں۔ اور نہ وہ راہِ ہدایت پر ہوں (تو کیا پھر بھی یہ لوگ انہی کی پیروی کریں گے۔)"

محولہ بالا عنوان دے کر ۵ آیاتِ مبارکہ لکھی گئی ہیں جن میں بت پرستوں اور منکرین قرآنِ مجید اور منکرین رسولِ کریم ﷺ کا ذکر ہے۔ اِن آیاتِ مقدسہ کو لکھنے کے بعد یہ تحریر کرنا چاہئے کہ کسی شخص کو زیب نہیں دیتا کہ وہ بے علم، گمراہ، بھٹکے ہوئے اور قرآنِ مجید اور رسولِ کریم ﷺ کے منکرین، آباء واجداد کی پیروی اور تقلید کریں بلکہ ہدایت یافتہ، علم والے اور قرآنِ مجید اور رسولِ کریم ﷺ کے ماننے والے صدیقین، شہداء اور صالحین کی پیروی اور تقلید کریں۔

صحیح العقیدہ سُنّی مسلمانوں کے آباء واجداد اولیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین جبکہ اکابرین صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم ہیں اور رسولِ کریم ﷺ اور قرآنِ مجید کو دِل وجان سے مانتے ہیں اور اُن سے ناقابل شکست اور نہ ختم ہونے والی محبت رکھتے ہیں۔

یہ صحیح العقیدہ سُنّی مسلمانوں کے اکابرین اور آباو اجداد ہی ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی وراثت (یعنی علم) اور خلافت ونیابت کا حق ادا کیا اور پوری دُنیا کو اِسلام کی شمع سے روشن کرنے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں ہیں۔

اگرچہ ہر نماز پڑھنے والا، ہر نماز میں پڑھتا، سنتا اور جانتا ہے کہ سورۃ الفاتحہ شریف، نمازوں میں پڑھنی واجب ہے اور باجماعت نماز کی صورت میں اِمام کے پیچھے سننا اور خاموش رہنا ہے۔ سورۃ الفاتحہ میں ربّ ذُوالجلال نے ''سیدھے راستے'' کی ہدایت چاہنے اور سیدھے راستے پر چلنے کی تعلیم وتلقین فرمائی ہے اور ''سیدھے راستے'' پر چلنے والوں کی پیروی اور تقلید کا حکم فرمایا: ملاحظہ ہو:۔

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ۝ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ۬

''(اے ہمارے ربّ) ہمیں سیدھی راہ چلا۔ اُن کی راہ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے''۔

اللہ عزّوجلّ نے جن پر انعام فرمایا ہے۔ اِن میں سب سے پہلے اللہ عزّوجلّ کے

برگزیدہ' پسندیدہ اور چنے ہوئے وہ انسان ہیں جن کو انبیاء کرام علیہم السلام کہتے ہیں جن کے اِمام اور قائد عظیم ہمارے پیارے نبی کریم' نورِ مجسم' شفیع معظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کے متبع اور پیروکار صدیقین' شہداء صالحین اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں۔ یہی ہمارے آباء واجداد ہیں اور ہم اِنہی کے پیچھے چلتے ہیں اِنہی کی پیروی اور تقلید کرتے ہیں۔ اِن کی پیروی اور تقلید کا حکم تو خود ربِّ ذوالجلال نے فرمایا ہے۔

اَب اُن آیاتِ مقدسہ کو ملاحظہ فرمائیں جو ''صحیح اِسلامی عقیدہ'' کے مؤلف نے لکھی ہیں۔ یہ آیاتِ مبارکہ بھی پیش کی جاتی ہیں اور اِن کا شانِ نزول اور اصل مقصد ومنشاء بھی وضاحت کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَ نَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُ هُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ ۝

(البقرہ: ۱۷۰) ''اور جب اُن سے کہا جائے کہ اللہ (عزوجل) کے اُتارے پر چلو تو کہیں بلکہ ہم تو اُس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ اُن کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں نہ ہدایت''۔

ابنِ ابی حاتم علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْیَهُوْدَ اِلَی الْاِسْلَامِ وَ رَغَبَهُمْ فِیْهِ وَحَذَرَهُمْ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ و نقمته فَقَالَ رَافِعُ بْنُ حَرِیْمَلَةَ وَ مَالِکُ بْنُ عَوْفٍ بَلْ نَتَّبِعُ یَا مُحَمَّدُ مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَ نَا فَهُمْ كَانُوْا اَعْلَمَ وَ خَیْرًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی [1]

''رسول کریم ﷺ نے یہودیوں کو اِسلام کی دعوت دی اور جنت کی رغبت دلائی اور عذاب سے ڈرایا تو رافع بن حریملہ اور مالک بن عوف یہودی نے کہا کہ اے

[1] مظہری جلد ۱ ص ۱۶۵' تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۷۹ مختصراً' قرطبی جلد ۱ جز ۲ ص ۱۴۱ مختصراً' درمنثور جلد ۱ ص ۴۰۵ (طبع جدید)' فتح القدیر جلد ۱ ص ۲۱۴' طبری جلد ۱ ص ۹۳' تفسیر کبیر جلد ۳ جز ۵ ص ۷ (طبع جدید)' تفسیر ابوسعود جلد ۱ ص ۲۳۰' روح المعانی جلد ۱ ص ۴۳۸' بحرالمحیط جلد ۱ ص ۶۵۵۔

محمد (صلی اللہ علیک وسلم) ہم آپ (ﷺ) کا اتباع نہ کریں گے بلکہ جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اُسی پر چلیں گے کیونکہ وہ ہم سے زیادہ عالم اور ہم سے اچھے تھے۔ اِس پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے محولہ بالا آیت مقدسہ نازل فرمائی"۔ وَقِیْلَ هِیَ نَازِلَةٌ فِیْ مُشْرِکِیْنَ الْعَرَبِ وَکُفَّارِ الْقُرَیْشِ وَالضَّمِیْرُ رَاجِعٌ اِلٰی قَوْلِهٖ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا ۲ (اَصْنَامًا اَوْ رُؤَسَآءَ هُمُ الَّذِیْنَ کَانُوْا یُطِیْعُوْنَهُمْ اَوْمَاهُوْاَعَمُّ مِّنْهُمَا یَعْنِیْ کُلَّ مَا کَانَ مَشْغَلًا مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰی مَانِعًا عَنْ اِمْتِثَالِ اَوْ اَمْرِهٖ ۳) "بعض کہتے ہیں یہ آیت (مبارکہ) مشرکین اور کفار قریش کے بارے میں نازل ہوئی۔ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ کی ضمیر وَمِنَ .... اَنْدَادًا "اور لوگوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ (عزوجل) کے شریک بناتے ہیں" کی طرف راجع ہے۔ (یعنی بت یا وہ روسا ہیں جن کی اطاعت میں کفار کو دین کی بالکل پرواہ نہ تھی اور یہاں ہر وہ چیز مراد ہے جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ سے روک دے خواہ وہ کچھ بھی ہو)"۔ یعنی کفار العرب ۴ "یہ عرب کے کفار سے کہا گیا ہے"۔

وَقِیْلَ الضَّمِیْرُ رَاجِعٌ اِلَی النَّاسِ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی یٰٓاَیُّهَاالنَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ ۵ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ کُلُوْا میں جو النّاس ہے اُس کی طرف راجع ہے۔ "اے لوگو! کھاؤ اُن چیزوں میں سے جو زمین میں حلال اور ستھری ہیں اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"۔ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَ نَا .... "تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم اُس پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا"۔ اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآءُ هُمْ

---

۲ مظہری جلد ۱ ص ۱۶۶۔ ۳ مظہری جلد ۱ ص ۱۶۱، طبری جلد ۱ ص ۸۳ (طبع جدید) تفسیر کبیر جلد ۳ جز ۵ ص ۷۔ بحر المحیط جلد ۱ ص ۶۵۵ "روح البیان جلد ۱ ص ۲۷۴۔ ۴ قرطبی جلد ۱ جز ۲ ص ۱۴۱ (طبع جدید)، مظہری جلد ۱ ص ۱۶۶، قرطبی جلد ۱ جز ۲ ص ۱۴۱، ۱۴۴، تفسیر طبری جلد ۱ ص ۸۳، تفسیر کبیر جلد ۳ جز ۵ ص ۶۳، تفسیر بحر المحیط جلد ۱ ص ۶۵۵۔

لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ ﴿﴾ ''اور کیا اگرچہ اُن کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں اور نہ ہدایت''۔ یعنی اگر باپ دادا دین کے اُمور کو نہ سمجھتے ہوں اور راہِ راست پر نہ ہوں تو اُن کی پیروی کرنا حماقت و گمراہی ہے۔ اور اگر وہ دیندار ہوں اور توحید ورسالت کے بارے میں اُن کا عقیدہ صحیح ہو تو اُن کی پیروی صحیح ہے۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ میں اِس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔

تفسیر قرطبی میں ہے:۔ یہ آیتِ مبارکہ یہودیوں' مشرکین اور کفارِ عرب و قریش کے بارے میں نازل ہوئی جب اُنہیں قرآنِ مجید اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اَحکام کی اِطاعت کا حکم دیا گیا تو یہ بات کہہ کر انکار کیا کہ ہمیں اپنے آباء واجداد کی تقلید کافی ہے۔ امام قرطبی علیہ الرحمہ اس آیتِ مبارکہ میں لکھتے ہیں ذَمُّ التَّقْلِیْدِ لِذَمِّ اللّٰہِ تَعَالٰی الْکُفَّارُ بِاِتِّبَاعِھِمْ لِاٰبَآءِ ھِمْ فِی الْبَاطِلِ وَاقْتِدَاءِ ھِمْ بِھِمْ فِی الْکُفْرِ وَ الْمَعْصِیَۃِ وَھٰذَا فِی الْبَاطِلِ صَحِیْحٌ اَمَّا التَّقْلِیْدُ فِی الْحَقِّ فَاَصْلٌ مِنْ اُصُوْلِ الدِّیْنِ [۵] ''یہاں اُس تقلید کی مذمت کرتے ہیں جو کفار باطل میں اپنے آباء واجداد کی کرتے تھے اور کفر و معصیت میں اُن کی پیروی کرتے تھے اور یہ مکمل طور پر باطل ہے۔ مگر وہ تقلید جو حق میں کی جائے وہ اصل میں اُصولِ دین سے ہے''۔

آیتِ مبارکہ کا معنی یہ ہوا کہ جب مشرکین اور کفار کو نصیحت و ارشاد کے طور پر کہا جاتا ہے کہ اِتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ ''اُس پر عمل کرو یا اُس کی پیروی کرو جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نازل فرمایا ہے'' یعنی کتاب اللہ پر عمل کرو۔ جو چیزیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں حلال قرار دی ہیں' اُنہیں حلال اور جو حرام قرار دی ہیں اُنہیں حرام جانو تو کہتے' ہم تو اُس کی تابعداری کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا وہ بتوں کو معبود بتاتے اور طیبات کو حرام قرار دیتے رہے اور یہ کہ وہ ہم سے بہتر جانتے تھے۔ لہٰذا ہم اپنے آباء واجداد کی پیروی نہیں چھوڑیں گے۔ ارشاد

---

[۵] قرطبی جلد ۱ جز ۲ ص ۱۴۲۔

ہوتا ہے کیا اس حال میں بھی کہ اُن کے آباء واجداد **لَا یَعۡقِلُوۡنَ شَیۡئًا** دین کی کوئی بات بھی نہ جانتے ہوں **وَّلَا یَہۡتَدُوۡنَ** ٥ اور نہ ہی وہ حق اور صواب کی طرف راہ پا سکتے ہوں یعنی یہ تو نہایت قبیح اور سخت غلط معاملہ ہے کہ جسے نہ کوئی عقل ہو اور نہ ہی راہِ حق کی طرف راہ پا سکتا ہو اور نہ ہی اُسے کوئی صحیح بات نصیب ہو تو اُس کی تابعداری کی جائے۔

بعض لوگ ناواقفیت سے آیت **وَاِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ** .... کو تقلید کی مذمت اور عدم تقلید کی تائید میں پیش کرتے ہیں حالانکہ اگر غور کیا جائے تو اس سے تو تقلیدِ مجتہدین کی تائید اور تقویت نکل رہی ہے کیونکہ تقلید دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تقلیدِ صحیح کہ جس شخص کی تقلید کی جائے اُس کا قول مستند ہو، دلیل شرعی کی طرف وہ دلیل شرعی نص یعنی کتاب اللہ اور حدیثِ مبارکہ ہو جس کو یہاں لفظِ ہدایت سے تعبیر کیا گیا ہے اور یا قیاسِ شرعی ہو جس میں علت حکم قرآنِ مجید اور حدیثِ مبارک سے مستنبط ہوتی ہے جس کو یہاں عقل سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پس ایسا شخص شرعاً قابلِ اتباع اور لائقِ تقلید ہوتا ہے۔ آیتِ مبارکہ میں اِس کی نفی نہیں۔ دوسری صورت تقلیدِ غیر صحیح کی ہوتی ہے جو اِس کے برخلاف ہو۔ یعنی جو شخص یا طریقہ اِن دونوں باتوں سے عاری ہو کہ اُس کی بات کی سند نہ تو قرآنِ مجید اور حدیثِ مبارکہ سے ہو اور نہ ہی قیاس کی تائید اُس کو حاصل ہو پھر تقلید بھی ایسی بات میں ہو کہ جس کے متعلق شرع شریف خاموش ہو بلکہ شریعتِ مطہرہ میں اُس کے برخلاف دلیل موجود ہو تو ایسی صورت میں بھی اُس کی تقلید کی جائے تو یہ تقلید حرام' جامد اور کورانہ تقلید کہلائے گی جو شیوائے کفار تھی' جس کی نفی اِس آیتِ مبارکہ میں کی گئی ہے۔

آیتِ مبارکہ کا مطلب واضح ہے کہ جب اُنہیں کہا جائے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اُتارے پر چلو تو کہتے ہیں ہم تو اُس پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا تو کیا اگرچہ اُن کے باپ دادے کچھ عقل نہ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت یعنی

گمراہ ہوں اور ہدایت سے عاری ہوں۔لہٰذا قرآنِ مجید کے مخالف آباء واجداد کی تقلید و پیروی نہیں کرنی چاہیے۔بلکہ ہدایت یافتہ، عقلمند اور قرآنِ مجید پر ایمان ویقین رکھنے والے اور احکامِ قرآنیہ پر یقین رکھنے والے اور عمل کرنے والے آباء واجداد کے نقشِ قدم پر چلنا ہے اور اُن کی تقلید کرنی ہے۔ایک اور مقام پر ہے:۔

وَاِذَاقِیۡلَ لَھُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰی مَآ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوۡلِ قَالُوۡا حَسۡبُنَا مَا وَجَدۡنَا عَلَیۡہِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوۡ کَانَ اٰبَآؤُھُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ شَیۡـًٔا وَّ لَا یَھۡتَدُوۡنَ ۝ (المائدۃ:۱۰۴) ''اور جب اُن سے کہا جائے آؤ اُس طرف جو اللہ (عزّ وجل) نے اُتارا اور رسول (اللہ ﷺ) کی طرف تو کہیں ہمیں وہ بہت ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔(فرمایا) کیا اگرچہ اُن کے باپ دادا نہ کچھ جانیں اور نہ راہ پر ہوں۔(یعنی باپ دادا کا اتباع، پیروی اور تقلید تب درست ہوتی جب وہ علم رکھتے اور سیدھی راہ پر ہوتے)''۔

اِس جواب میں کہ ہم کو تو وہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو دیکھا ہے۔قرآنِ مجید نے اِس کے جواب میں اِرشاد فرمایا: اَوَلَوۡ کَانَ اٰبَآؤُھُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ شَیۡـًٔا وَّ لَا یَھۡتَدُوۡنَ ۝ ''اگرچہ اُن کے باپ دادا نہ کچھ جانیں اور نہ راہ پر ہوں''۔غور کرنے والوں کے لیے قرآنِ مجید کے اِس ایک عظیم جملۂ مبارکہ نے کسی شخص یا جماعت کی اقتداء کرنے کا ایک صحیح اُصول بیان کرکے نابینا لوگوں کے لیے بینائی کا اور جاہل وغافل اور بے علم لوگوں کے لیے انکشافِ حقیقت کا مکمل سامان فراہم فرمادیا ہے وہ یہ کہ یہ بات تو معقول ہے کہ نہ جاننے والے جاننے والوں کی، ناواقف لوگ واقف لوگوں کی پیروی کریں اور جاہل آدمی عالم کی اقتداء کرے۔لیکن یہ کوئی معقول بات نہیں کہ علم وعقل اور ہدایت کے معیار سے ہٹ کر اپنے باپ دادا یا کسی بھائی بند کی اقتداء کو اپنا طریقۂ کار بنالیا جائے اور بغیر یہ جانے کہ یہ مقتداء کون ہے خود کہاں جارہا ہے اور ہمیں کہاں پہنچائے گا خواہ مخواہ اُس کے پیچھے لگا جائے۔

ایک اور مقام پر ہے: وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَ نَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ○ (لقمان:۲۱) ''اور جب اُن سے کہا جائے اُس کی پیروی کرو جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُتارا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اُس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا' کیا اگرچہ شیطان اُن کو عذابِ دوزخ کی طرف بلاتا ہو''۔ پھر ارشاد ہوتا ہے: وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْ نَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَ نَا وَاللّٰهُ اَمَرَ نَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ○ (الاعراف:۲۸) ''اور جب کوئی بے حیائی کریں تو کہتے ہیں ہم نے اِس پر اپنے باپ دادا کو پایا اور اللہ (عزوجل) نے ہمیں اِس کا حکم فرمایا' (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ) فرمادیں: بے شک اللہ (عزوجل) بُرائی کا حکم نہیں دیتا' کیا اللہ (عزوجل) پر وہ بات لگاتے ہو جس کی تمہیں خبر نہیں''۔

اور جب کوئی قبیح فعل یا گناہ اُن سے صادر ہو جیسا کہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ مرد و عورت ننگے ہو کر خانہ کعبہ معظمہ کا طواف کرتے تھے۔ حضرت عطا علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ بے حیائی شرک ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہر قبیح فعل اور تمام معاصی اور کبائر اِس میں داخل ہیں۔ اگرچہ یہ آیتِ مبارکہ خاص ننگے ہو کر طواف خانہ کعبہ کرنے کے بارے میں آئی ہے جب کفار کی ایسی بے حیائی کی باتوں میں اُن کی مذمت کی گئی تو اِس پر اُنہوں نے جو کہا وہ آگے آتا ہے۔ کفار نے اپنے افعالِ قبیحہ کے دو عذر بیان کئے' ایک یہ کہ اُنہوں نے اپنے باپ دادا کو یہی فعل کرتے پایا' لہٰذا اُن کے اتباع میں یہ کرتے ہیں یہ تو جاہل بدکار کی تقلید ہوئی اور یہ کسی صاحبِ عقل کے نزدیک جائز نہیں۔ تقلید کی جاتی ہے اہلِ علم وتقویٰ کی نہ کہ جاہل گمراہ کی' دوسرا عذر اُن کا یہ تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُنہیں اِن افعال کا حکم دیا ہے' یہ محض افتراء و بہتان ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَ نَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا

عَلٰٓی اٰثٰرِ ھِمۡ مُّھۡتَدُوۡنَ ○ (الزخرف:٢٢) ''بلکہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم اُن کی لکیر پر چل رہے ہیں''۔ ایک اور مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے: وَکَذٰلِکَ مَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ فِیۡ قَرۡیَۃٍ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡھَآ ۙ اِنَّا وَجَدۡنَآ اٰبَآءَ نَا عَلٰٓی اُمَّۃٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِھِمۡ مُّقۡتَدُوۡنَ ○ (الزخرف:٢٣) ''اور ایسے ہی ہم نے تم سے پہلے جب کسی شہر میں ڈر سنانے والے بھیجے' وہاں کے آسودہ (حال امیروں) نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم اُن کی لکیر کے پیچھے ہیں''۔ (اِس سے معلوم ہوا کہ باپ دادا کے اندھے پن کی پیروی کرنا کفار کا مرض ہے اور اُنہیں اتنی تمیز نہیں کہ کسی کی پیروی کرنے کے لئے یہ دیکھ لینا ضروری ہوتا ہے کہ وہ سیدھی راہ پر بھی ہے کہ نہیں)۔

کن کی تقلید اور پیروی کرنی چاہیے:

اللہ ربّ العزّت کا فرمانِ عالی شان ہے:۔ وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ الۡمُھٰجِرِیۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ وَالَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡھُمۡ بِاِحۡسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ وَاَعَدَّ لَھُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَھَا الۡاَنۡھٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡھَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ○ (التوبہ:١٠٠) ''اور سب سے اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ اُن کے پیرو ہوئے، اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُن سے راضی اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے راضی اور اُن کے لئے تیار کر رکھے ہیں' باغات جن کے نیچے نہریں بہیں' ہمیشہ اُن میں رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے''۔

قیامت تک کے تمام وہ مسلمان جو مہاجرین اور انصار کی تقلید و اطاعت کریں گے یا باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو اُن کی پیروی کریں گے اللہ تبارک وتعالیٰ اُن سب سے راضی ہے۔ قیامت تک وہی مسلمان حق پر ہیں جو تمام مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیروکار ہیں۔ لہٰذا روافض وخوارج اور اِن کی تمام اقسام باطل ہیں۔ اَخۡرَجَ عَنۡ اِبۡنِ زَیۡدٍ قَوۡلُہٗ (وَالَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡھُمۡ بِاِحۡسَانٍ) قَالَ: مَنۡ

بَقِیَ مِنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ اِلٰی اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ [٦] ''حضرت ابن زید رحمہ اللہ تعالیٰ سے وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اِن سے مراد قیامت قائم ہونے تک اہل اسلام میں سے باقی رہنے والے لوگ ہیں''۔

حضرت امام ابو الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عصمہ علیہ الرحمہ سے یہ قول بیان کیا کہ میں نے تابعین کے بارے میں حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا: تو اُنہوں نے فرمایا: ھُمُ الَّذِیْ اَدْرَکُوْا اَصْحَابَ النَّبِیِّ ﷺ وَلَمْ یُدْرِکُوْا النَّبِیَّ ﷺ وَسَاَلْتُہٗ عَنِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ قَالَ: مَنْ یَّجِیْٓئُ بَعْدَھُمْ: قُلْتُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ؟ قَالَ: اَرْجُوْ [٧] ''یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا مگر حضور نبی کریم ﷺ کو نہ پایا۔ میں نے وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ کے بارے پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اُن کے بعد آئیں گے، میں نے کہا یوم قیامت تک؟ اُنہوں نے فرمایا: (ہاں) میں (ایسے ہی) اُمید رکھتا ہوں''۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَمَآ اَلَتْنٰھُمْ مِّنْ عَمَلِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ کُلُّ امْرِیءٍۭ بِمَا کَسَبَ رَھِیْنٌ ○ (الطور:٢١) ''اور جو ایمان لائے اور اُن کی اولاد نے ایمان کے ساتھ اُن کی پیروی کی، ہم نے اُن کی اولاد اُن سے ملا دی اور اُن کے عمل میں اُنہیں کچھ کمی نہ کی۔ سب آدمی اپنے کیے میں گرفتار ہیں''۔ یہاں نیک والدین کی پیروی کا ذکر ہے یہ جنت میں جانے کا وسیلہ ہے، شرک کی قبیل میں نہیں ہے۔

بلکہ نیک ماں باپ، آباء واجداد جن کی پیروی کی جائے اُن کے وسیلے سے اولاد کے درجے بلند ہوتے ہیں اگر اولاد کا درجہ ادنیٰ ہوگا تو اُس کا درجہ بلند کر کے والدین سے ملا دیا جائے گا اور اگر والدین کا درجہ کم ہوگا اُسے بلند کر کے اولاد کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

---

[٦] درمنثور جلد ٤ ص ٢٧٢۔ [٧] درمنثور جلد ٤ ص ٢٧٢۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ذُرِّيَّتُهُمْ سے مراد هُمْ ذُرِّيَّةُ الْمُؤْمِنِ يَمُوْتُوْنَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاِنْ كَانَتْ مَنَازِلُ اٰبَآئِهِمْ اَرْفَعُ مِنْ مَنَازِلِهِمْ لَحِقُوْا بِاٰبَآئِهِمْ وَلَمْ يَنْقُصُوْا مِنْ اَعْمَالِهِمُ الَّتِىْ عَمِلُوْا شَيْئًا ۸ "بندۂ مومن کی وہ اولاد جو دینِ اسلام پر رہتے ہوئے موت کی آغوش میں چلی جاتی ہے اگرچہ اُن کے آباء واجداد کے درجات اُن کے درجات سے بلند ہوں گے لیکن وہ اپنے آباء سے جا ملیں گے اور اُن کے عوض جو اعمال اُن کے آباء نے کئے اُن میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْفَعُ ذُرِّيَّةَ الْمُؤْمِنِ فِىْ دَرَجَةٍ وَاِنْ كَانُوْا دُوْنَهُ الْعَمَلُ لِيُقِرَّبِهِمْ عَيْنَهُ ۹ "اللہ (تبارک وتعالیٰ) مومنین صالحین کی ذریت اور اولاد کو بھی اُن کے بزرگ آباء کے درجہ میں پہنچا دے گا اگرچہ وہ عمل کے اعتبار سے اُس درجہ کے مستحق نہ ہوں (ایسا اِس لئے کیا جائے گا) تاکہ اُن کو (دیکھ کر اُن کی) آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔"

اِذَا جَاءَ الرَّجُلُ الْجَنَّةَ سَاَلَ عَنْ اَبَوَيْهِ وَزَوْجَتِهٖ وَوَلَدِهٖ فَقَالَ اِنَّهُمْ لَمْ يَبْلُغُوْا دَرَجَتَكَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ قَدْ عَمِلْتُ لِىْ وَلَهُمْ فَيُؤْمَرُ بِاِلْحَاقِهِمْ بِهٖ وَقَرَاَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ (وَالَّذِيْنَ ... اَلْحَقْنَاهُمْ ...) ۱۰

۸ درمنثور جلد ۷ ص ۶۳۲ ۔ ۹ مظہری جلد ۹ ص ۹۶، ابن کثیر جلد ۴ ص ۲۱۳، مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۱۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۵، ۳۰، قرطبی جلد ۹ جز ۱۷ حدیث نمبر ۶۶ ص ۴۵، درمنثور جلد ۷ ص ۶۳۲ ۔ ۱۰ ابن کثیر جلد ۴ ص ۲۱۳، درمنثور جلد ۷ ص ۶۳۲ (طبع جدید)، مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۱۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۳۳۳۔

''جب جنتی جنت میں جائے گا (اور اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کو وہاں نہ پائے گا) تو اپنے والدین اور بیوی بچوں سے متعلق پوچھے گا کہ وہ کہاں ہیں؟ تو جواب ملے گا وہ تمہارے درجہ کو نہیں پہنچے (اِس لئے اُن کا جنت میں الگ مقام ہے) وہ شخص عرض کرے گا' اے میرے پروردگار میں نے جو اعمال کئے تھے' اپنے اور اُن سب کے لئے بھی کئے تھے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف سے حکم ہوگا کہ اُن کو بھی اُسی درجہ جنت میں اُس کے ساتھ رکھا جائے''۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○ (الکھف:۲۸)

''اور اپنی جان اُن سے مانوس رکھو جو صبح وشام اپنے ربّ کو پکارتے ہیں۔ اُس کی رضا چاہتے اور تمہاری آنکھیں اُنہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں۔ کیا تم دُنیا کی زندگانی کا سنگار چاہو گے اور اُس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اُس کا کام حد سے گذر گیا''۔ بُروں کا ساتھ بُرا ہے چاہے وہ امیر ہی ہوں اور چاہے باپ دادا یا اپنے یا غیر ہوں۔ اچھوں کا ساتھ اچھا ہے چاہے غرباء وفقراء ہی ہوں۔ غافلوں، متکبروں اور ریا کاروں کی اطاعت وپیروی اور تقلید نہ کریں اگرچہ امیر ہی ہوں۔

وَاِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ○ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ○ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (الانبیاء:۵۴-۵۲)

''اور جب اُس (یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے ابّا (یعنی چچا) اور اُس کی قوم سے فرمایا یہ مورتیں کیا ہیں جن کے سامنے آسن مارے

ہو؟ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو اِن کی پوجا کرتے پایا۔ فرمایا: بے شک تم اور تمہارے باپ دادا گمراہی میں ہو“۔

مؤلف نے دوسری آیت لکھی ہے:

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ اَنْ نَّتْرُکَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ...... (ھود:۸۷) ”بولے اے شعیب (علیہ السلام) کیا آپ کی نماز آپ کو یہی حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے خداؤں کو چھوڑ دیں“؟

اِس کی بھی وضاحت ضروری ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم بت پرست تھی اور آپ نے اُن کو بت پرستی سے منع فرمایا۔ تفصیل ملاحظہ ہو:

سورہ ھود آیت نمبر 84 سے 86 تک

(ترجمہ) ”اور مدین کی طرف اُن کے ہم قوم حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا: یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ ۔۔۔۔۔ ”اے میری قوم اللہ (عزوجل) کی عبادت کرو اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔۔۔۔“ اور ناپ تول میں کمی نہ کرو بے شک میں تمہارے آسودہ حال لوگوں کو دیکھتا ہوں۔ وَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ○ ”اور مجھے تم پر گھیر لینے والے دن کے عذاب کا ڈر ہے“۔ اور اے میری قوم ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو اور لوگوں کو اُن کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو۔ اللہ (جل جلالہ) کا دیا جو بچ رہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایماندار ہو وَمَآ اَنَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ ○ ”اور میں کچھ تم پر نگہبان نہیں“۔

”اِن باتوں کے جواب میں لوگوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو وہ بات کہی جو مؤلف نے بیان کی ”بولے اے شعیب (علیہ السلام) کیا آپ کی نماز آپ کو یہی حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے خداؤں کو چھوڑ دیں“۔

یہ تو گفتگو بت پرستوں کی ہے کلمہ گو مسلمانوں کی نہیں ہے۔

مؤلف نے تیسری آیت لکھی ہے:۔

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یَدْعُوْكُمْ لِیَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَیُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ○ (ابراہیم:۱۰)

''اُن کے رسولوں نے کہا' کیا اللہ کے بارے میں کوئی شک ہے' جو آسمان اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے؟ تمہیں اس لئے بلاتا ہے کہ تمہارے لئے تمہارے کچھ گناہ بخش دے اور تمہیں ایک مقررہ وقت تک مہلت دے۔ اُنہوں نے کہا تم نہیں ہو مگر ہمارے جیسے بشر' تم چاہتے ہو کہ ہمیں اُس سے روک دو جس کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے' تو ہمارے پاس کوئی واضح دلیل لاؤ''۔

چوتھی آیاتِ مقدسہ میں بت پرستوں کا جواب ہے جو اُنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن کو سوال کیا اور آخر میں بت پرستوں کا جواب ہے۔

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِیْنَ ○ قَالَ هَلْ یَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ○ اَوْ یَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ یَضُرُّوْنَ ○ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ○ (الشعراء:۷۱تا۷۴)

''اُنہوں نے فرمایا: ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور اُن کے لئے بیٹھے رہتے ہیں۔ کہا (ابراہیم علیہ السلام نے)' کیا جب تم اُنہیں پکارتے ہو تو یہ تمہیں سنتے ہیں؟ یا تمہیں نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ وہ کہنے لگے' نہیں بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا کرتے پایا''۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَاِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْۤ اَنْتُمْ لَهَا

عٰکِفُوْنَ ○ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَ نَا لَهَا عٰبِدِیْنَ ○ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآءُ كُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ (الانبیاء:۵۲تا۵۴)

''اور جب اُس (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام) نے اپنے ابا (یعنی چچا) اور اُس کی قوم سے فرمایا یہ مورتیں کیا ہیں جن کے سامنے آسن مارے ہو؟ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو اِن کی پوجا کرتے پایا۔ فرمایا: بے شک تم اور تمہارے باپ دادا کھلم کھلی گمراہی میں ہو''۔

مؤلف کو محولہ بالا آیاتِ مقدسہ لکھ کر یہ وضاحت کرنی چاہئے تھی کہ میں مسمی محمد ابراہیم سلفی (ایم۔اے) نے جو چار پانچ آیات مقدسہ لکھی ہیں اِن میں مشرکین اور کفار اور بت پرستوں کا ذکر ہے جو اپنے بت پرست گمراہ' بے دین اور کافر آباء واجداد کی پیروی کرتے تھے اور کرتے ہیں۔

جبکہ کوئی مسلمان کسی بت پرست کی بت پرستی میں اور کافر کے کفر میں اور مشرک کے شرک میں کسی بت پرست کافر اور مشرک کا پیروکار نہیں ہے۔ مسلمان تو انبیاء کرام علیہم السلام صدیقین، شہداء' صالحین اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے پیروکار ہیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنا اِرشادِ مبارک ہے کہ انعام یافتہ لوگوں کی راہ کے طالب بنو' نیکوں کے نقش قدم پر چلو' اچھے لوگوں کی پیروی کرو اور اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○ (التوبۃ:۱۱۹)

''اے ایمان والو اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ڈرو اور صادقین (سچوں) کے ہمراہ ہو جاؤ۔ یعنی سچوں کا ساتھ اختیار کرو' سچوں کے ساتھ ہو جاؤ''۔

موصوف نے ایک اور عنوانِ ناراضگی یہ باندھا ہے

کہ ''غیر اللہ (گیارھویں شریف' قبر والوں) کی نذر و نیاز حرام ہے۔
اور دلیل کے طور پر تین آیاتِ مقدسہ نقل کی ہیں: (۱) البقرۃ:۱۷۳
(۲) النسآء:۱۱۸ (۳) المائدۃ:۳۔

جیسا کہ موصوف کے پمفلٹ کی فوٹو سے ظاہر ہو رہا ہے

13۔ غیر اللہ (گیارہویں شریف، قبر والوں) کی نذر و نیاز حرام ہے

﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ﴾ (البقرہ: ۱۷۳)

''(اللہ نے) تم پر مردار، خون، سوّر کا گوشت اور ہر وہ چیز جو اللہ کے سوا دوسروں کے نام پر مشہور کی جائے حرام کی ہے۔''

﴿لَعَنَهُ اللَّهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾ (النساء: ۱۱۸)

''(شیطان) جس پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس نے اللہ سے کہا تھا میں تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصہ (غیر اللہ کے نام کا) لے کر رہوں گا۔''

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ﴾ (المائدہ: ۳)

''تم پر (یہ چیزیں) حرام کی گئی ہیں۔ مردار، خون، سوّر کا گوشت اور ہر وہ چیز جو اللہ کے نام کے علاوہ کسی اور کے نام سے مشہور کر دی جائے اور گلا گھٹنے سے مرنے والا اور چوٹ کھا کر اور بلندی سے گر کر اور سینگ سے مرنے والا جانور اور وہ جانور جسے کسی درندے نے کھایا ہو مگر جو تم ذبح کر لو اور وہ جانور بھی جو کسی آستانے (قبروں، مزاروں) پر ذبح کیا گیا ہو۔ یہ کہ تم تیروں کے ذریعہ قسمت معلوم کرو۔ یہ سب گناہ کے کام ہیں۔''

گیارھویں شریف اور نذر و نیاز کو حرام قرار دینے کے لئے قرآنِ مجید کی جس آیتِ مبارکہ کا سہارا لیا گیا اُس کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے:

''اور ہر وہ چیز جو اللہ کے سوا دوسروں کے نام پر مشہور کی جائے حرام ہے۔''

مؤلف نے بغیر سوچے سمجھے یہ ترجمہ کیا ہے۔

اِس ترجمہ کی رو سے ہر چیز حرام ہو جاتی ہے۔ نیز اس ترجمہ سے نہ صرف یہ کہ نظامِ اِسلام میں خلل پڑتا ہے بلکہ قرآنِ مجید کا بھی انکار ہو جاتا ہے۔

تفصیل ملاحظہ فرمائیں

سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۷۳ اور صحیح ترجمہ اس طرح ہے:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (البقرہ:۱۷۳)

(صحیح ترجمہ): ''اُس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں' مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یہ کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اُس پر گناہ نہیں۔ بے شک اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے''۔

یہ آیتِ مبارکہ قرآنِ مجید کے مختلف مقامات پر چار مرتبہ آتی ہے:

(۱) البقرۃ:۱۷۳ (۲) المائدۃ:۳ (۳) الانعام ۱۴۵ اور (۴) النحل:۱۱۵۔

اِنَّمَا حَرَّمَ = اگر یہاں کلمہ اِنَّمَا حصر کے لئے آیا ہے۔ تو آیتِ مبارکہ کا مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف وہ چیزیں حرام کی ہیں جن کا آگے ذکر کیا جاتا ہے۔ اِس کے سوا کچھ حرام نہیں۔ دوسری آیتِ مبارکہ میں اِس سے

زیادہ صراحت کے ساتھ یہ بھی آیا ہے قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ ..... ۱؎ (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) انہیں فرمائیں میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کھانا حرام (مگر یہ کہ مردار ہو رگوں کا بہتا خون یا خنزیر کا گوشت اور جس جانور کو ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے) حالانکہ سینکڑوں چیزیں حرام ہیں۔ تو جواب یہ ہے اِنَّمَا حصر کے لئے نہیں بلکہ یہ لفظ اِنَّ حرفِ تحقیق اور مَـا کے ساتھ مرکب ہے اور اگر بالفرض حصر کے موافق آیتِ مبارکہ کا ترجمہ کیا جائے اور اِنَّـمَـا کو حصر ہی کے لئے رکھا جائے تو یہ حصر حقیقی نہیں بلکہ اضافی ہے یعنی اُن چیزوں کے اعتبار سے حصر ہے جن کو کفار نے اپنی طرف سے حرام کر لیا تھا جیسے بحیرہ' سائبہ' وصیلہ اور حام ۲؎ وغیرہ جن کا سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۱۰۳ میں ذکر آتا ہے۔ تو اُن کے جواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ جن چیزوں کو تم نے حرام ٹھہرا رکھا ہے وہ حرام نہیں ہیں بلکہ حرام تو صرف یہ اشیاء ہیں۔ مَیْتَۃَ

۱؎ الانعام:۱۴۵۔ ۲؎ یہ چار جانور وہ تھے جنہیں مشرکینِ عرب بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے پھر اُن کا گوشت اور دُودھ اپنے لئے حرام سمجھتے تھے۔ اُن کی تردید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:۔ مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْ ۢ بَحِیْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِیْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ (المائدۃ:۱۰۳)'' اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے مقرر نہیں کیا (یعنی ان جانوروں کا گوشت حرام نہیں ہو گیا بلکہ حلال ہے) کان چرا ہوا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی۔ ہاں کافر اللہ (ﷻ) پر جھوٹا افترا باندھتے ہیں اور اُن میں اکثر بے عقل ہیں۔'' (۱) بحیرہ: یہ وہ اُونٹنی تھی جو پانچ بار بچہ دے دے اور آخر میں اُس کے نر ہو اُس کا کان چیر دیتے۔ (۲) سائبہ: وہ اُونٹنی تھی جس کے متعلق وہ بتوں کی نذر مانتے تھے کہ اگر بیمار اچھا ہو جائے یا فلاں عزیز سفر سے بخیریت واپس آ جائے تو میری اونٹنی سائبہ ہے۔ (۳) وصیلہ یہ وہ بکری تھی جس کے سات بچے پیدا ہو جاتے اور آخر میں نر مادہ جوڑا ہوتا۔ (۴) حام: یہ وہ اُونٹ تھا جس سے دس بار اُونٹنی سے جفتی کروائی جاتی تو اُسے چھوڑ دیا جاتا اور کہتے یہ جانور ہمارے کھانے میں حرام ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کا ارشاد مبارک ہے۔ میں نے تو ان کو حرام قرار نہیں دیا یہ مشرکین بہتان افترا ہے۔

بہتا ہوا خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جس کو ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے۔

مَیْتَۃَ سے مراد وہ جانور ہے جو ذبح کئے بغیر از خود مر جائے [۳] یا اُسے ذبح کیا جائے لیکن وہ ذبح شرعی طریقہ کے مطابق نہ ہو۔ اِس میں اتنی قید اور ہے کہ ذبح ہونے کی اِس میں شرعاً قابلیت بھی ہو۔ اب اِس کے مطابق مچھلی اور ٹڈی میتۃ سے نکل جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: **اُحِلَّ لَنَا مَیْتَتَانِ وَدَمَانِ السَّمکُ وَالْجَرَادُ وَالْکَبِدُ وَالطِّحَالُ** [۴] "ہمارے لئے دو مُردار اور دو خون حلال کر دیئے گئے۔ مُردار تو مچھلی اور ٹڈی اور خون کلیجی اور تلی"۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: **اُحِلَّتْ لَنَا مَیْتَتَانِ الْحُوتُ وَالْجَرَادُ** [۵] "ہمارے لئے دو مُردے مچھلی اور ٹڈی حلال قرار دیئے گئے ہیں"۔

اُھِلَّ = ھلال سے بنا ہے۔ جس کے لفظی معنی پہلی یا دوسری تاریخ کا چاند ہے۔ اِس کا مصدر ہے ھلال یعنی چاند دیکھنا۔ چونکہ اُس وقت شور بلند ہوتا ہے کہ چاند وہ ہے۔ اِس لئے اِس پکارنے کو ھلال کہہ دیتے ہیں۔ بچے کی چیخ کو بھی اِسی لئے استھلال اور اِحرام کو بھی ھلال کہا جاتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **اَلطِّفْلُ لَا یُصَلّٰی عَلَیْهِ وَلَا یَرِثُ وَلَا یُوْرَثُ حَتّٰی یَسْتَهِلَّ** [۶]

---

[۳] اُس کے مرنے کی مختلف صورتیں قرآنِ مجید میں بیان کی گئی ہیں....... **وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَ الْمُتَرَدِّیَةُ وَالنَّطِیْحَةُ وَمَآ اَکَلَ السَّبُعُ** ..... (المائدۃ:۳) "اور وہ گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا"۔ [۴] مظہری جلد ۱ص ۱۶۸۔ [۵] ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۲۱۸۔
[۶] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۹۱، مرقاۃ جلد ۴ص ۱۵۱، ترمذی حدیث نمبر ۱۰۳۲۔

''طفل (بچے) پر نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے گی اور نہ وہ کسی کا وارث بنتا ہے اور نہ کوئی اُس کا وارث بنتا ہے جب تک کہ چیخ نہ مارے''۔

نبی کریم ﷺ نے نومولود بچے کی آواز کو (اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ) فرمایا ہے۔ اہلِ لغت نے ہلال' اُهِلَّ کی لغت میں شامل کرلیا۔

ابنِ ماجہ میں ہے اِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ صُلِّيَ عَلَيْهِ وَوُرِثَ [7] ہے یعنی ''جب بچہ آواز نکالے (روئے) تو اُس پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور وہ وارث بھی ہوگا''۔ یہاں بچے کی آواز نکالنے کو ''اِسْتَهَلَّ'' کہا گیا ہے۔

مگر عرف میں ذبح کرتے وقت کی آواز کو ھلال بولا جاتا ہے۔ وہ ہی معنی یہاں مراد ہیں۔

تفسیر ابنِ عباس میں ہے۔ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ سے مراد مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ عَمْدًا لِلْاَصْنَامِ [8] ''جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نام کے سوا (غیر کا نام لے کر) عمداً بتوں کیلئے ذبح کیا جائے''۔

تفسیر روح البیان میں بھی ہے۔ اَیْ وَحَرَمَ مَا رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِهٖ لِلصَّنَمِ وَاَصْلُ الْاِهْلَالِ رَفْعُ الصَّوْتِ وَكَانُوْا اِذَا ذَبَحُوْا لِاٰلِهَتِهِمْ يَرْفَعُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ بِذِكْرِهَا وَيَقُوْلُوْنَ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَجَرٰى ذٰلِكَ مِنْ اَمْرِهِمْ حَتّٰى قِيْلَ لِكُلِّ ذَابِحٍ وَاِنْ لَّمْ يَجْهَرْ بِالتَّسْمِيَةِ مُهِلٌّ [9] ''اور حرام کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے وہ جو پکارا ہے غیر اللہ کے لئے یعنی حرام کیا گیا ہے جو کہ بتوں کے لئے ذبح کے وقت غیر خُدا کا نام پکارا گیا ہے۔ اہلال کے اصلی معنی رفع الصوت (یعنی آواز بلند کرنا) ہے اور

[7] ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۷۵۰' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۰۵۰' مرقاۃ جلد ۶ ص ۳۱۲' دارمی جلد ۲ ص ۴۸۵ حدیث نمبر ۳۱۲۶۔ [8] تفسیر ابن عباس ص ۱۸' دیگر تفاسیر وتراجم الصاوی علی الجلالین جلد ۱ ص ۷۱' مدارک جلد ۱ ص ۷۰۔۶۹' بیضاوی ص ۴۰' تفسیر حسینی جلد ۱ ص ۲۸' شیخ سعدی' شاہ ولی اللہ' امام احمد رضا فاضل بریلوی۔ [9] تفسیر روح البیان جلد ۱ ص ۲۷۷۔

بتوں کے پجاریوں کی عادت تھی کہ جب بتوں کیلئے جانور ذبح کرتے تو اُن کے نام لے کر آواز کو بلند کرتے اور کہتے "باسم اللات والعزی" پھر اس طرح کہ اُن کی عادت بن گئی کہ ہر ذبح کو مُہِلّ کہا جاتا اگرچہ وہ ذبح کے وقت بسم اللہ جہر سے نہ بھی کہا جائے"۔

اگر یہ کہا جائے کہ جس چیز پر غیر خدا کا نام پکارا جائے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے پھر حلال چیز کون سی رہے گی؟ اور یہ ایسی غیر منطقی بات ہے کہ جس کا کوئی سر پاؤں نہیں۔

لِاَ نَّ الْعَرَبَ كَانُوْا سَمَّعُوْنَ الْاَوْثَانِ عِنْدَ الذَّبْحِ [۱۰]

(ترجمہ) "عرب ذبح کے وقت اپنے بتوں کا نام پکارتے"۔

اَیْ وَحَرُمَ "مَا" رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَالذَّبْحِ لِلصَّنَمِ وَاُهِلَّ اَلْهِلُّ رَفْعُ الصَّوْتِ وَكَانُوْا اِذَا ذَبَحُوْالِاٰلِهَتِهِمْ يَرْفَعُوْنَ يذكرها وَ يَقُوْلُوْنَ بِاسْمِ الّٰاتِ وَالْعُزّٰى [۱۱] یعنی "وہ جانور حرام ہے جس پر ذبح کے وقت بت کے نام کی آواز بلند کی جائے اور اُہل' اہلال بلند ہوتا اور وہ (یعنی کافر) جس وقت اپنے معبودوں کے لئے ذبح کرتے تھے' تو اُن کے ذکر کے ساتھ آواز بلند کرتے تھے اور کہتے تھے لات وعزیٰ کے نام سے"

اَیْ رَفْعُ الصَّوْتِ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَهُوَ قَوْلُهُمْ بِاسْمِ الّٰاتِ وَ الْعُزّٰى عِنْدَ ذَبْحِهٖ (المائدة) [۱۲] "غیر اللہ کے لیے آواز کا بلند کرنا وہ قول اُن کا' ساتھ نام لات وعزیٰ کے' وقت اُس کے ذبح کے"۔

اَیْ رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِهٖ لِلصَّنَمِ [۱۳] "(جانور کے) ذبح کے وقت بت کے لیے آواز بلند کی جائے"

اَیْ ذُبِحَ عَلٰى اِسْمِ غَيْرِهٖ وَلَا هْلَا لُ رَفْعُ الصَّوْتِ وَكَانُوْا يَرْفَعُوْنَهٗ عِنْدَ الذَّبْحِ لِاٰلِهَتِهِمْ [۱۴] "یعنی غیر اللہ کے نام پر ذبح اور اھلال رفع

---

[۱۰] تفسیر کبیر جلد ا ص ۳۸۱۔ [۱۱] روح البیان جلد ا ص ۲۷۷۔ [۱۲] تفسیر نسفی مدارک جلد ا ص ۲۶۹۔
[۱۳] تفسیر ابو سعود جلد ۲ ص ۱۲۱۔ [۱۴] تفسیر جلالین جلد ا ص ۱۳۸۔

الصوت کو کہتے ہیں اور وہ ذبح کے وقت اپنے معبودوں کے لیے آواز بلند کرتے تھے"۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جو شاہ رفیع الدین' شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالعزیز کے والد گرامی ہیں اور اشرف علی تھانوی کے روحانی پیشوا ہیں۔ اور غیر مقلدین اور دیو بند مکتب فکر کے لوگ جنہیں اپنا امام مانتے ہیں۔ جنہیں شیخ التفسیر اور امام المحدثین مانا جاتا ہے۔ وہ محولہ بالا آیتِ پاک کا ترجمہ کرتے ہیں:۔

"وآنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وے بغیر خدا"

"اور جس جانور پر ذبح کرتے وقت خدا کے سوا کسی اور کا نام بلند کیا جائے وہ حرام ہے"۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ جنہوں نے سب سے پہلے فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اُنہوں نے محولہ بالا آیتِ مبارکہ کا اس طرح کیا ہے:۔

"وآنچہ آواز برداشتہ شود در وقت ذبح برائے غیر خدا"

"اور وہ جانور جس پر ذبح کرتے وقت اللہ (عزوجل) کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے"۔

وحید الزماں جو غیر مقلدین حضرات کے پیشوا اور اِمام ہیں۔ اُنہوں نے ترجمہ کیا ہے۔

"اور جانور جس پر کاٹتے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام ہے"۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِس آیتِ مبارکہ کا ترجمہ کیا ہے۔

"اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا جائے"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر ابن عباس میں: البقرۃ:۱۷۳' المائدۃ:۳' الانعام:۱۴۵' النحل:۱۱۵ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

مَـاذُبِحَ بِغَیْرِ اسْمِ اللّٰہِ عَمَدًا لِلْاَ صْنَامِ "اللہ (تبارک وتعالیٰ)

کے نام کے سوا عمداً بتوں کے لیے ذبح کرنا"۔ (ص:۲۲)

وَمَا ذُبِحَ بِغَیْرِ اسْمِ اللّٰهِ مُتعَمِّداً "اور عمدًا اللہ (عزوجل) کے نام کے سوا ذبح کرنا"۔ (ص:۷۰)

ذُبِحَ بِغَیْرِ اسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی مُتعَمِّدًا "دانستہ اللہ (جل جلالہٗ) کے نام کے سوا ذبح کرنا"۔ (ص:۹۷)

وَمَا ذُبِحَ بِغَیْرِ اللّٰهِ اِسْم عَمَداً "اور اللہ کے نام کے سوا عمداً ذبح کرنا"۔ (ص:۱۷۵)

محمد ابراہیم سلفی (ایم۔اے) کی طرح بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ جس چیز پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے تو وہ چیز حرام ہو جاتی ہے اور دلیل کے طور پر یہی آیت مبارکہ پیش کرتے ہیں:۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ (البقرۃ:۱۷۳)

اور یہ ترجمہ کرتے ہیں "اور جس پر نام پکارا اللہ کے سوا کسی کا وہ چیز کھانا حرام ہے"۔ (شاہ عبدالقادر) اسی طرح علامہ مودودی نے "تفہیم القرآن" میں ترجمہ کیا ہے "اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو"۔ اشرف علی تھانوی نے ترجمہ کیا ہے "اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے تم پر حرام کیا ہے۔۔۔ اور ایسے جانور کو جو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو"۔ ثناء اللہ امرتسری نے ترجمہ کیا ہے۔ "اور جو اللہ کے سوا غیر کے نام سے پکاری ہو بے شک تم پر حرام ہے"۔ محمود الحسن دیوبندی نے یہ ترجمہ کیا ہے "(اس نے تم پر یہی حرام کیا ہے) اور جس جانور پر نام پکارا اللہ کے سوا کسی اور کا۔"

چند اور تراجم ملاحظہ فرمائیں:

(۱) اور جو کچھ پکارا جائے اُوپر اُس کے سوائے خدا کے (البقرۃ) اور وہ چیز کہ بلند آواز کی جائے واسطے غیر خدا کے۔ (المائدۃ) شاہ رفیع الدین

(۲) اور جس چیز پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کا (البقرۃ) اور جس چیز پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کا (المائدۃ) شاہ عبدالقادر۔

فتح محمد جالندھری، حافظ محمد لکھوی، ڈپٹی نذیر احمد، احمد علی لاہوری، محمود الحسن عبدالماجد دریابادی اور عبداللہ یوسف علی وغیرہ نے بھی محولہ بالا تراجم کی طرح ترجمہ کیا ہے۔ جبکہ اشرف علی تھانوی، غلام احمد حریری، مفتی محمد شفیع اور احمد سعید نے ترجمہ کیا ہے کہ "جس چیز کو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو اور جو جانور غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو"۔

حالانکہ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں "نامزدگی" کے معنوں والا کوئی لفظ نہیں۔

من گھڑت اور غلط تراجم نے لوگوں میں تفرقہ پیدا کر دیا ہے۔ اِن مذکورہ بالا حضرات کے پیروکار آنکھیں بند کر کے جس چیز کو چاہتے ہیں حرام قرار دیتے ہیں۔ لیکن لطف کی بات ہے کہ یہ لوگ ایک طرف گیارہویں شریف، نذر و نیاز اور ختم شریف کو حرام قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف وہیں بیٹھ کر خوب سیر ہو کر ڈٹ کر کھاتے ہیں۔

چیزوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا دوسروں کا نام لینا قرآنِ مجید کی کئی آیات سے ثابت ہے۔

۱۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً (البقرہ:۲۲) "اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ اُمید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے اور جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا"۔

۲۔ هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ط (البقرۃ:۲۹) "وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے"

۳۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ط (البقرۃ:۱۸۴) "اور جنہیں اِس کی طاقت نہ ہو (یعنی روزہ رکھنے کی) وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا"۔

۴۔ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرۃ:۱۸۸) "اور آپس میں

ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ''۔

۵۔ یَسْئَلُوْنَکَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ ط قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ o (البقرۃ:۲۱۵) ''آپ ﷺ سے سوال کرتے ہیں کیا خرچ کریں؟ فرمادیجئے جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ کے لئے اور قریب کے رشتہ داروں کے لئے اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیروں کے لئے ہے اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ جل سلطانہٗ) اُسے جانتا ہے''۔

۶۔ وَعَلَی الْمَوْلُوْدِ لَہٗ رِزْقُھُنَّ وَکِسْوَتُھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ط (البقرۃ:۲۳۳) ''اور جس کا بچہ ہے اُس پر عورتوں کا کھانا اور عورتوں کے کپڑے ہیں حسبِ ضرورت''۔

۷۔ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ لَمْ یَتَسَنَّہْ ج وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِکَ..... (البقرۃ:۲۵۹) ''اپنے کھانے اور اپنے پانی کو دیکھ کہ اب تک بُو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ (جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں)''۔

۸۔ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ ھٰذَا ط (آل عمران:۳۷) ''فرمایا: اے مریم یہ تیرے لئے کہاں سے آیا؟''۔

۹۔ وَاَکْلِھِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ط (النسآء:۱۶۱) ''اور لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے''۔

۱۰۔ اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ط وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ ص وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ ز (المآئدۃ:۵) ''آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئی اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کے لئے حلال ہے''۔

۱۱۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (التوبۃ:۶۰) ”زکوٰۃ (صدقات) فقراء (محتاجوں) کے لئے اور نرے نادار اور جو اُنہیں تحصیل کر کے (اکٹھا کر کے) لائیں اور جن کے دِلوں کو اِسلام سے الفت دی جائے اور قیدیوں کے لئے اور قرض داروں کے لئے۔ اور جو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل سلطانہٗ) کی راہ میں (یعنی جہاد میں) ہیں اور مسافروں کے لئے اور یہ اللہ (جل شانہٗ) کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ (جل سلطانہٗ) علم وحکمت والا ہے“۔

۱۲۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ (التوبۃ:۱۰۳) ”اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) اُن کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اُنہیں ستھرا اور پاکیزہ فرمائیں اور اُن کے حق میں دُعائے خیر فرمائیں“۔

۱۳۔ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ (النحل:۵) اور چوپائے پیدا کئے اُن میں تمہارے لئے گرم لباس اور منفعتیں ہیں اور اُن میں سے کھاتے ہو“۔

۱۴۔ هُوَ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝ يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (النحل:۱۰۔۱۱) ”وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا۔ اِس سے تمہارے لئے پینا ہے، اور اِس سے درخت ہیں جس سے چراتے ہو اور پانی سے تمہارے لئے کھیتی اُگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل۔

بے شک اس میں نشانی ہے غور و فکر کرنے والوں کے لئے''۔

۱۵۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝ (النحل:۸۱) ''اور اللہ (عزوجل) نے تمہارے لئے بنائے اپنی بنائی ہوئی چیزوں سے سائے اور تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کے لئے جگہ بنائی اور تمہارے لئے کچھ پہناوے بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں۔ یونہی اپنی نعمت تم پر پوری فرماتا ہے کہ تم فرمان مانو''۔

۱۶۔ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ (الکہف:۶۱) ''پھر جب وہ دونوں اُن (دو) دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے اپنی مچھلی بھول گئے اور اُس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ بناتی''۔

۱۷۔ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِى الْبَحْرِ ---- (الکہف:۷۹) ''وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں کے لئے تھی کہ دریا میں کام کرتے تھے''۔

۱۸۔ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ .... (الکھف:۸۲) ''اور رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیموں کے لئے تھی اور اس کے نیچے اُن کے لئے خزانہ تھا۔ اور اُن کا باپ نیک آدمی تھا''۔

۱۹۔ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ (الکہف:۹۴) ''اُنہوں نے کہا اے ذوالقرنین! بے شک یاجوج و ماجوج زمین میں فساد مچاتے ہیں کیا ہم آپ کے لئے کچھ مال مقرر کریں۔ اس پر کہ

آپ ہم میں اور اُن میں دیوار بنائیں“۔

۲۰۔ اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ ۔۔۔۔۔ (طٰہٰ:۱۲) ”بے شک میں تیرا پالنے والا ہوں تو تو اپنے جوتے اُتار ڈال“۔

۲۱۔ وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی ○ قَالَ ہِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّؤُا عَلَیْہَا وَاَہُشُّ بِہَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْہَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی ○ (طٰہٰ:۱۸۔۱۷) ”اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ اے موسیٰ (علیہ السلام)۔ عرض کیا یہ میرا عصا ہے۔ میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور میرے لئے اس میں اور کام (بھی) ہیں“۔

۲۲۔ وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْکُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْہِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَکُنَّا لِحُکْمِہِمْ شٰہِدِیْنَ ○ (الانبیاء:۷۸) ”اور (حضرت) داؤد (علیہ السلام) اور (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کو یاد کرو جب کھیتی کا ایک جھگڑا چکاتے تھے جب رات کو اُس میں کچھ لوگوں کی بکریاں چھوٹیں اور ہم اُن کے حکم کے وقت حاضر تھے“۔

۲۳۔ فَاَنْشَاْنَا لَکُمْ بِہٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ لَکُمْ فِیْہَا فَوَاکِہُ کَثِیْرَۃٌ وَّمِنْہَا تَاْکُلُوْنَ ○ وَشَجَرَۃً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَیْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّہْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰکِلِیْنَ ○ وَاِنَّ لَکُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَۃً نُسْقِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِہَا وَلَکُمْ فِیْہَا مَنَافِعُ کَثِیْرَۃٌ وَّمِنْہَا تَاْکُلُوْنَ ○ (المؤمنون:۲۱،۲۰،۱۹) ”تو اس سے ہم نے تمہارے لئے باغ پیدا کئے کھجوروں اور انگوروں کے تمہارے لئے ان میں بہت سے میوے ہیں اور ان میں سے کھاتے ہو اور وہ پیڑ پیدا کیا کہ طور سیناء سے نکلتا ہے، تیل لے کر اُگتا ہے اور کھانے والوں کے لئے سالن اور تمہارے لئے ان میں بہت فائدے ہیں اور اُن سے تم کھاتے ہو“۔

۲۴۔ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ (القصص:۷۳) ''اور اُس نے اپنی مہر سے تمہارے لئے رات اور دن بنایا تاکہ رات میں آرام کرو اور دن میں اُس کا فضل ڈھونڈو اور اِس لئے کہ تم حق مانو''۔

۲۵۔ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ط ۔۔۔۔۔۔ (الاحزاب:۲۷) ''اور ہم نے تمہارے ہاتھ لگائے اُن کی زمین اور اُن کے مکان اور اُن کے مال اور وہ زمین جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا ہے''۔

۲۶۔ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ط ۔۔۔۔۔۔ (ص:۲۴) ''فرمایا بے شک یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری دُنبی اپنی دُنبیوں میں ملانے کو مانگتا ہے''۔

۲۷۔ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ لا كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ ط وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ج فَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ (الحشر:۷۔۸) ''جو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) نے غنیمت دلائی اپنے رسولوں علیہم السلام کو شہروں والوں سے وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے ہے اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے کہ تمہارے اغنیاء کا مال نہ ہو جائے اور جو کچھ تمہیں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو۔ بے شک اللہ (جل جلالہ) کا

عذاب سخت ہے۔اُن ہجرت کرنے والے فقیروں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اور اللہ (جل جلالہ) کا فضل اور اُس کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ (جل شانہٗ) اور رسول (اللہ ﷺ) کی مدد کرتے وہی سچے ہیں''۔

۲۸۔ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ (المعارج: ۲۴،۲۵) ''اور وہ جن کے مال میں ایک معلوم حق ہے۔اُس کے لئے جو مانگے اور جو مانگ بھی نہ سکے تو محروم رہے''۔

اُوپر اٹھائیس آیاتِ مبارکہ پیش کی گئی ہیں جن میں (غیرِ خدا) کی طرف چیزوں کی نسبت کی گئی ہے۔یعنی فرمایا گیا ہے کہ یہ چیزیں غیر خدا کے لئے ہیں اور غیر خدا کے لئے مشہور کردی گئی ہیں۔محمد ابراہیم سلفی (ایم۔اے) کے ترجمے کے مطابق تمام چیزیں حرام۔موصوف کا ترجمہ ایک مرتبہ پھر ملاحظہ فرمائیں: ''اور ہر وہ چیز جو اللہ کے سوا دوسروں کے نام پر مشہور کی جائے حرام ہے'' قرآن مجید میں ہے'تمہارے لئے ہے: کیا؟

(۱) زمین فرش۔(۲) آسمان چھت۔(۳) طعام۔(۴) رزق۔(۵) تمہارے ماں باپ' رشتہ دار' یتیم' مسکین اور مسافر کے لئے۔(۶) کپڑے۔(۷) کھانا' زیتون۔ (۸) پانی۔(۹) دراز گوش' انگور وغیرہ (۱۰) سائے۔(۱۱) صدقہ مال زکوٰۃ فقیروں، مسکینوں، عاملین، اسلام کی الفت رکھنے والے اور مسافروں کے لئے۔(۱۲) جانوروں سے گرم لباس اور منفعتیں' پہاڑ۔(۱۳) گرمی سے بچانے والے پہناوے۔(۱۴) پانی۔(۱۵) کھیتی۔(۱۶) مچھلی۔(۱۷) کشتی۔(۱۸) دیوار' خزانہ۔ (۱۹) مال' سالن اور جوتے۔ (۲۱) عصاء۔ (۲۲) کھجور۔(۲۳) باغ۔(۲۴) رات۔(۲۵) دن۔(۲۶) حق۔(۲۷) غنیمت۔(۲۸) قوم کی بکریاں۔ (۲۹) کھیتی۔(۳۰) میری بکریاں۔ (۳۱) زمین۔ (۳۲) مکان۔(۳۳) دنبیاں۔(۳۴) اہل کتاب کا کھانا وغیرہ۔ یہ تمہارے لئے ہیں (غیر خدا کے لئے ہیں)

محولہ بالا قرآنی آیاتِ مبارکہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ چیزیں جاندار ہوں یا غیر جاندار کی نسبت مخلوق کی طرف جائز ہے۔ یہاں تک کہ کھانے پینے کی چیزوں پر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کے سوا مخلوق کا نام لے سکتے ہیں۔ جیسے مسکین کا کھانا (طَعَامُ مِسْكِيْن) حضرت عزیر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا کھانا اور پانی (طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ) حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بکریاں (غَنَمِیْ) قوم کی بکریاں (غَنَمُ الْقَوْمِ) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی مچھلی (حُوْتَهُمَا) اہل کتاب کا کھانا (طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ)

اَحادیثِ مقدسہ میں بھی چیزوں پر غیر خدا کا نام مشہور ہے:

۱۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا:۔ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا قَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ [۱۵]

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) سعد (رضی اللہ عنہ) کی والدہ وصال کر گئی ہیں۔ اُن کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی۔ (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی والدہ کے لیے ہے؟''

اِس حدیث پاک کی بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اِس کے راوی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سناتے وقت اپنے شاگردوں سے فرمایا تھا۔ ''فَتِلْكَ سِقَايَةُ اٰلِ سَعْدٍ بِالْمَدِيْنَةِ'' (مدینہ شریف میں ''سقایہ آلِ سعد'' کے نام سے جو سبیل ہے یہ دراصل وہی ہے) اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کی طرف سے جو کنواں وقف کیا تھا وہی ''سقایہ آلِ سعد'' کے نام

[۱۵] نسائی جلد۲ص۱۳۲، ابوداؤد جلد ۱ص ۲۴۳، ابن ماجہ ص ۱۹۹، مشکوٰۃ ص ۱۶۹، تیسیر الباری (غیر مقلد) جلد۲ص ۲۲، غیر مقلدین کا ترجمان ہفت روزہ ''الاعتصام'' جلد ۳۲ شمارہ ۱۲ـ۱۳، ۱۴۲، ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۰ء۔

سے بھی مشہور تھا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی اِس شہادت کے بعد ظاہر ہے کہ اس حدیثِ پاک کا استنادی درجہ کچھ اور بڑھ رہا ہے" (من وعن از تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۸ مؤلفہ منظور احمد نعمانی دیوبندی، شائع کردہ مکتبۃ الفرقان)

نسائی شریف جلد ۲ ص ۱۳۳ میں حدیث پاک درج ہے جس میں سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو فرمایا: **سَقْیُ الْمَاءِ** "پانی پلانا" "**فَتِلْکَ سَقَایَۃُ سَعْدٍ بِالْمَدِیْنَۃِ**" "تو یہ مدینہ شریف میں (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) ہی کی سبیل ہے"۔ (تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۴ میں وحید الزماں نے اِسی روایت کا حوالہ دیا ہے)

اب بھی خصوصاً اُن گرم خشک علاقوں میں جہاں پانی کم ہوتا ہے بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں۔ عام مسلمان ختم شریف اور فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی اور دودھ بھی رکھ لیتے ہیں۔

محولہ بالا حدیث شریف سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔ بزرگانِ دین کے نام اور دیگر وصال شدہ مسلمانوں کے نام کی سبیلیں ایصالِ ثواب کی نیت سے لگانا' اِن سب کا ماخذ یہ حدیثِ مبارکہ ہے۔ ثواب بخشتے وقت ایصالِ ثواب کے الفاظ زبان سے ادا کرنا جائز ہے کہ خدایا اِس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی شے پر میت کا نام (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی بندے کا نام) آجانے سے وہ شے حرام نہ ہوگی۔ دیکھو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اِس کنویں کو اپنی والدہ محترمہ کے نام سے منسوب کیا"۔ (اور مشہور ہو گیا اُمّ سعد کا کنواں) [16]

نوٹ: مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ میں یہ نہیں آیا کہ ایصالِ ثواب حرام ہے۔ ایسا سوچنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈریں اور اپنی اصلاح کریں۔

۲۔ حضرت سعید بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض غزوات میں نکلے اور اُن کی والدہ کے وصال کا

---

[16] مرآۃ جلد ۳ ص ۱۰۵۔

وقت پہنچ گیا۔ کسی نے کہا وصیت کر جاؤ۔ اُنہوں نے کہا کہ کس چیز کی وصیت کر جاؤں؟ سب مال (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔ (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) کی واپسی سے قبل ہی اُن کا انتقال ہو گیا۔ جب (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) آئے تو اُن سے اِس کا تذکرہ کیا گیا۔ اُنہوں نے رسولِ کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا:۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ یَنْفَعُھَا اِنْ اَتَصَدَّقُ عَنْھَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ نَعَمْ فَقَالَ سَعْدٌ حَائِطُ کَذَاوَکَذَا صَدَقَۃٌ عَنْھَا لِحَائِطٍ سَمَّاہُ ۱۷؎

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میری والدہ (صاحبہ) کو اُس کا نفع پہنچے گا؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے نام لے کر عرض کیا کہ فلاں فلاں باغ اُن کی طرف سے صدقہ ہے''۔

۳۔ ایک اور حدیث شریف جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اُس میں اِس طرح ہے کہ:۔

اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّہٗ تُوُفِّیَتْ اَفَیَنْفَعُھَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ لِیْ مَخْرَفًا فَاُشْھِدُکَ اِنِّیْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِہٖ عَنْھَا ۱۸؎

''کسی آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری والدہ صاحبہ فوت ہو گئی ہیں اگر اُن کے لئے کچھ صدقہ کیا جائے تو کیا اُن کو اِس خیرات کا فائدہ ہوگا؟ فرمایا: ہاں! ہوگا۔ (اُس شخص نے) عرض کیا: میرا ایک باغ ہے اور میں آپ ﷺ کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ باغ میں اُن کی طرف سے خیرات کرتا ہوں''۔

۴۔ بخاری شریف میں اِسی طرح کا واقعہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ہے جو قبیلہ خزرج کی شاخ بنی ساعدہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جس کا بیان

۱۷؎ نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲۔ ۱۸؎ نسائی جلد ۲ ص ۱۳۳، ابوداؤد جلد ۲ ص ۴۲۔

اِس طرح ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا: اِنَّ حَائِطِی الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا ۱۹
''کہ میرا باغ مخراف اُس کی طرف سے صدقہ ہے''۔

کیا عظیم لوگ تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ اپنے اعمال پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا لیتے اور اپنے اعمال پر قبولیت کی مہر لگوا لیتے تھے۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غلط معاملہ میں گواہ نہیں بنتے تھے۔

ایک حدیث پاک میں ذکر ہے جس کے راوی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہیں کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے نعمان کو ایک غلام دیا تو اُن کی بیوی حضرت عمرہ بن رواحہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملہ میں گواہ بنا لو۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''میں بیٹے کو غلام دینے کے معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنانا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا نعمان کے علاوہ تیرا اور بھی کوئی بیٹا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو سب لڑکوں کو غلام دے گا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: میں ایسے عطیہ میں گواہ نہیں بنوں گا''۔ ۲۰

اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الوصایا جلد ۱ ص ۳۸۶ پر بَابٌ اِذَا قَالَ اَرْضِیْ اَوْ بُسْتَانِیْ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ عَنْ اُمِّیْ فَهُوَ جَائِزٌ وَاِنْ لَمْ يُبَيِّنْ لِمَنْ ذَالِكَ ۲۱ (باب: اگر کوئی یوں کہے میری زمین یا باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے، تو جائز ہو گا گو یہ بیان نہ کرے کہ کن لوگوں پر صدقہ ہے) کے تحت محولہ بالا حدیث شریف نمبر ۴ نقل فرمائی ہے۔ جس کے حاشیہ نمبر ۵ پر تحریر ہے۔

وَفِيْهِ اَنَّ ثَوَابَ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ يَصِلُ اِلَى الْمَيِّتِ

۱۹ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۷، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۲، فتح الباری جلد ۵ ص ۴۹۶، عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۵۶، تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۱۷، تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۳۱۸۔ ۲۰ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۴۴ (کتاب البیوع)۔ ۲۱ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶۔

وَيَنْفَعُهُ [۲۲] ''اِس حدیث شریف میں ثبوت ہے کہ صدقہ کا ثواب اور نفع یقیناً وصال شدہ لوگوں کو پہنچتا ہے''۔

۵۔ اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا:

اِنَّ اُمِّیْ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَاَ تَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْهَا [۲۳] ''میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے، میرا خیال ہے اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ کرتیں۔ کیا میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اُس کی طرف سے صدقہ کرو''۔

مذکورہ بالا حدیثِ پاک امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوُفِّيَ فُجَاءَةً اَنْ يَّتَصَدَّقُوْا عَنْهُ وَقَضَاءُ النُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ'' [۲۴] (کوئی اچانک فوت ہوجائے تو مستحب یہ ہے کہ اُس کی طرف سے صدقہ کریں اور میّت کی طرف سے نذر پوری کریں کے باب) میں لکھی ہے۔

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ [۲۵] ''جب اِنسان فوت ہوجاتا ہے تو اُس سے اُس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے۔ مگر تین اعمال کا تعلق (اُس سے ختم نہیں ہوتا) (۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) ایسا علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے۔ (۳) یا اولاد صالح جو اُس کے لیے دُعائے خیر کرتی ہے''۔

---

[۲۲] ایضاً۔ [۲۳] بخاری جلد ا ص ۳۸۶.. [۲۴] بخاری جلد ا ص ۳۸۶، فتح الباری جلد ۵ ص ۴۸۲، عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۵۵۔ [۲۵] مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۷۸، شرح السنۃ جلد ا ص ۲۳۷، مشکل الآثار جلد ا ص ۹۵، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۹۵۲، ابوداؤد جلد ۲ ص ۴۴، مشکوٰۃ ص ۳۲، ابن کثیر جلد ۷ ص ۴۴۰، مرآۃ جلد ا ص ۱۸۸، الاعتصام ہفت روزہ (غیر مقلد) ص ۲۰۲/۱۲ جلد ۳۲ شمارہ ۱۴، ۱۱۳ اکتوبر ۱۹۸۰۔ المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۲۱۔

منظور احمد نعمانی دیو بندی نے یہاں لکھا ہے ''یہ تین سلسلے یا ان میں ایک دو بھی اگر مرنے کے بعد کوئی خوش نصیب چھوڑ گیا ہے تو اُن سے اُس کو برابر ثواب پہنچتا رہے گا'' (تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۱)

''مثلاً ایک شخص نے کسی کو دین سکھایا۔ اُس کے بعد سکھانے والا مر گیا۔ پھر اُس کے اُس شاگرد نے بہت سے لوگوں کو دین سکھایا اور علیٰ ہذا القیاس اُس کے بعد یہ سلسلہ اِسی طرح چلتا رہا تو سینکڑوں ہزاروں برس گزر جانے کے بعد بھی یہ علمی فیض اگر جاری رہے گا تو اُس معلم اوّل کو بھی اُس کے ثواب کا حصہ ملتا رہے گا۔ حالانکہ بعد میں اِس تعلیم و تعلم کا جاری رکھنا ظاہر ہے کہ اُس پہلے شخص کا ذاتی عمل نہ ہوگا۔ لیکن اُس سلسلۂ خیر میں چونکہ یہ ایک واسطہ بنا تھا۔ اِس لیے اِس سلسلہ کا ثواب اُس کو برابر ملتا رہے گا۔ یہی حال صدقہ جاریہ کا بھی ہے''۔ (تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۱)

حوضِ کوثر نبی کریم ﷺ کا ہے:

حضور نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک کے استقبال میں اپنے عظیم الشان خطبہ مبارکہ میں فرمایا: **وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ.** ۲۶ ؎

''جو کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلائے (یعنی خوب سیر کرے) اللہ (تبارک وتعالیٰ مجدہٗ الکریم) اُس کو میرے **حوضِ کوثر** سے ایسا سیراب کرے گا کہ اُس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

رسولِ کریم ﷺ نے **حوضِ کوثر کو اپنا حوض فرمایا**۔ صاحبِ شریعت، صاحبِ قرآن، محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حوضِ کوثر کو اپنے لئے مشہور فرمایا۔

وہ لوگ عقل و فہم سے کام لیں، خوفِ خدا کریں، فرقہ پرستی سے بچیں جو غیر

۲۶ ؎ الجامع لشعب الایمان للبیہقی جلد ۷ ص ۲۱۶، مشکوٰۃ ص ۱۷۴۔

خدا کے نام لگی ہوئی چیزوں کو حرام کہتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کے نام کا جانور ذبح کرنا:

سرورِ کائنات امام الانبیاء ﷺ کے وصالِ مقدسہ کے بعد مولائے کائنات امام الاولیاء امیر المومنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی طرف سے قربانی دیتے تھے:- **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدِ الْمُحَارِبِیِ الْکُوْفِیّ ثَنَا شَرِیْکٌ عَنْ اَبِی الْحَسْنَاءِ عَنِ الْحَکَمِ عَنْ حَنَش عَنْ عَلِیِّ اَنَّهُ کَانَ یُضَحِّی بِکَبْشَیْنِ اَحَدُ هُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَالْاٰخَرُ عَنْ نَفْسِهٖ فَقِیْلَ لَهٗ فَقَالَ اَمَرَنِیْ بِهٖ یَعْنِی النَّبِیَّ ﷺ فَلَا اَدَعُهٗ اَبَدًا** ۔[۲۷] ''محمد بن عبید محاربی کوفی سے روایت ہے وہ شریک سے، وہ ابی حسناء سے وہ حکم سے اور وہ حضرت حنش سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ دو مینڈھوں کو ذبح فرمایا کرتے۔ ایک دُنبہ پہلے حضور ﷺ کی طرف سے ذبح فرماتے اُسکے بعد دوسرا اپنی طرف سے ذبح فرماتے۔ آپ سے کسی نے اس کا سبب پوچھا تو امیر المومنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جواباً ارشاد فرمایا کہ مجھے اِس کا حکم رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے اس لیے میں اِسے کسی حال میں نہیں چھوڑ سکتا۔''

مسئلہ : سرکارِ کائنات ﷺ کے نام کی قربانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی سُنّت ہے اور آپ ﷺ کا حکم ہے۔ یہ عظیم تبرک ہے۔ اہل ایمان برکت کے لئے ذوق شوق سے کھائیں۔ آج بھی بعض صاحبِ استطاعت عشاقِ نبی کریم ﷺ کی طرف سے قربانی کرتے ہیں اور کئی عاشقانِ رسولِ کریم ﷺ گائے یا اونٹ ذبح کرتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت امام حسین، حضرت داتا گنج بخش، حضرت غوثِ اعظم یا اپنے شیخ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی قربانی کرتے ہیں۔

---

[۲۷] ترمذی ابواب الاضاحی جلد ۱ ص ۲۷۵، ابوداؤد شریف جلد ۲ ص ۲۹، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

سرکارِ کائنات ﷺ کے لئے نامزد بکری :

قَالَ اَخْبَرَ نَا اَبُوْ حَنِیْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ رَوَاحَةَ "اَنَّہٗ سَمّٰی شَاةً مِنْ غَنَمِہٖ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ" وَاَوْصٰی بِہٖ جَارِیَةً لَہٗ کَانَتْ فِی الْغَنَمِ فَکَانَ یَتَعَاھَدُ ھَا وَیَنْظُرُ اِلَیْھَا کُلَّمَا اَتَی الْغَنَمَ حَتّٰی سَمِنَتْ وَصَلُحَتْ ۲۸ "کہا خبر دی حضرت ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا' روایت بیان کی حضرت عطاء بن ابی رباح علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے کہ اُنہوں نے اپنی بکریوں سے ایک بکری رسول اللہ ﷺ کے لئے نامزد کر رکھی تھی اور اپنی لونڈی کو وصیت کی کہ اِس بکری کی نگہبانی کرے، چنانچہ وہ اُس کی نگہبانی کرتی تھی اور جب وہ بکریوں میں آتے تو اُس بکری کی طرف دیکھتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ خوب موٹی اور فربہ ہوگئی۔"

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے بکری ذبح کرنا:

اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو بہت یاد فرماتے :-

وَاِنْ کَانَ لَیَذْبَحُ الشَّاةَ فَیَتَتَبَّعُ بِھَا صَدَائِقَ خَدِیْجَةَ فَیُھْدِیْھَا لَھُنَّ ۲۹ "جب رسولِ کریم ﷺ کسی بکری کو ذبح فرماتے تھے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی سہیلیوں اور ملنے والیوں کو تلاش کر کے اُس بکری کا گوشت بھجوایا کرتے تھے"۔ ترمذی شریف کی اِس روایت کا مطلب ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ام المومنین سیّدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی یاد منایا کرتے تھے اور اُم المومنین رضی اللہ عنہا کی روح کی خوشنودی کیلئے اُن کی سہیلیوں کو تلاش کر کے گوشت عطا فرمایا کرتے تھے۔

---

۲۸ کتاب الآثار باب الایمان ص ۱۷۱، مولفہ امام محمد رحمتہ اللہ علیہ تلمیذ سیّدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ۔

۲۹ ترمذی جلد ۲ ص ۲۲۷۔

حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے جانور ذبح کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک صحابی کے گھر تشریف لے گئے۔ پہلے تو اُس صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں کھجوروں کے خوشے پیش کئے، وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ فَذَبَحَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ ۳۰ ''اور چھری لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دُودھ والی سے الگ رہنا پھر اُنہوں نے اُن (عظیم الشان) حضرات (عالی مرتبت) کے لئے بکری ذبح کی''۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضورِ نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کرتے ہیں:- يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْبَبْتُ اَنْ تَاْكُلَ مِنْ رُطَبِهٖ وَبُسْرِهٖ وَتَمْرِهٖ وَتَذْنُوبِهٖ وَلَاذْبَحَنَّ لَكَ مَعَ هٰذَا فَقَالَ اِنْ ذَبَحْتَ فَلَا تَذْبَحَنَّ ذَاتَ دَرٍّ فَاَخَذَ عَنَاقًا اَوْ جَدْيًا فَذَبَحَهٗ ۳۱ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں محبت کرتا ہوں کہ آپ ﷺ رطب اور بسر اور تمر سے کھائیں اور میں آپ ﷺ کیلئے بکری ذبح کردوں گا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو ذبح کرے تو دُودھ والی سے بچنا اُس نے بکری کا نر یا مادہ بچہ پکڑا پس اُس نے ذبح کیا۔''

امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مال اور نفع:

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ رسول ﷺ نے فرمایا: مَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ فَبَكٰى

۳۰ مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۳۱۸، مسلم جلد ۲ ص ۱۷۷، قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۱۱۹، تفسیر طبری

اَبُوْبَکْرٍ وَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ اَنَا وَمَالِیْ اَلَّا لَکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۳۲
''مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے نفع دیا۔ سو (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) رونے لگے اور عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں اور میرا مال' سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا تو ہے''۔

چنانچہ ازالۃ الخفاء میں مذکور ہے کہ ابتداء اِسلام اور غربتِ مسلمین میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس پر حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے چالیس ہزار درہم خرچ کیے۔ ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اُنہوں نے کہا حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے جب اِسلام قبول کیا اُس وقت اُن کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو سب کے سب اللہ جل جلالہ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں خرچ کر دیئے۔ ۳۳

مالِ صدیق رضی اللہ عنہ کا فائدہ:

''حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا' ہم پر کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اُس کا بدلہ ادا کر دیا سوائے (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے۔ ہم پر اُن کا احسان ہے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) اُنہیں اُس کا بدلہ قیامت کے دن عطا فرمائے گا''۔ ۳۴

محولہ بالا آیاتِ مقدسہ اور احادیثِ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا مخلوق (غیر خدا) پر کئی چیزوں کی نامزدگی کا ذکر ہے۔ مثلاً سب کچھ ''تمہارے لئے'' ''مسکین کا کھانا'' ''اہل کتاب کا کھانا'' ''تمہارا کھانا'' ''تمہارا پانی'' ''اُن کے مال'' ''میری بکریاں'' ''قوم کی بکریاں'' ''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بکری'' ''حضرت

---

۳۲ ابن ماجہ ص ۱۰۔ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۵۳۔ مشکل الآثار جلد ۲ ص ۲۳۰۔ کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۳۹ حدیث نمبر ۳۲۵۷۶، جلد ۱۱ ص ۵۵۵ حدیث نمبر ۳۲۶۰۸، جلد ۱۲ ص ۵۰۵ حدیث نمبر ۳۵۶۲۸۔ تاریخ ابن عساکر جلد ۵ ص ۱۶۷۔ معانی الآثار جلد ۷ ص ۱۵۸۔ تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص ۱۳۵، جلد ۸ ص ۲۱، جلد ۱۰ ص ۳۶۴۔ ۳۳ تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۵۳۸، جلد ۳ ص ۳۴ (مترجم) مرأۃ شرح مشکوۃ جلد ۸ ص ۳۴۶۔ ۳۴ ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۷' مشکوۃ ص ۵۵۵' کنز العمال حدیث ۳۲۵۶۵۔

ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کا مال''۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں جو چیز اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام لگ جائے یا مشہور کی جائے وہ حرام ہو جاتی ہے' معلوم ہوتا ہے وہ لوگ قرآن مجید کا توجہ سے مطالعہ نہیں کرتے بلکہ ''من گھڑت نظریات'' کے پیروکار ہیں اور غلط لکیر کے فقیر ہیں۔ دینِ اسلام میں وہ چیزیں قطعاً حرام نہیں جو آپ کے اور میرے بزرگوں کے نام لگ جاتی ہیں یا مشہور ہو جاتی ہیں۔ جیسے امیر المومنین حضرت سیّدنا علی ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کنویں' امیر المومنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کنواں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا کنواں وغیرہ۔

جو لوگ قرآنِ مجید کی زیرِ بحث آیت مبارکہ کو مختلف چیزوں کو اور اپنے روزمرہ کے کھانوں کو حرام قرار دینے کے لئے پڑھتے ہیں اور ترجمہ کرتے ہیں کہ ''جس چیز پر اللہ کے سوا کسی کا نام پکارا جائے'' وہ حرام ہے جیسے غوث پاک کی گیارھویں' داتا صاحب کی دیگ وغیرہ۔ اُن سے پوچھا جا سکتا ہے کہ اے لوگو! تم نے غلط ترجمہ کر کے کیا کمایا اور کھایا ہے جب کہ تمہارے ترجمہ کے مطابق ''جس چیز پر اللہ کے سوا کسی کا نام پکارا جائے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے'' تو پھر تمہارا کھانا' تمہارا ناشتہ' تمہاری گائے' تمہارا بکرا' تمہارا اُونٹ' تمہاری روٹی' مہمانوں کا کھانا' براتیوں کی روٹی' دولہا اور دلہن کا کھانا' اِن پر بھی تو غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہے' یہ چیزیں حرام ہیں یا حلال؟ مولوی صاحب کی روٹی' مفتی صاحب کا ناشتہ' بیمار کا کھانا' قاری صاحب کی گائے' حاجی صاحب کا بکرا وغیرہ وغیرہ' اگر داتا صاحب کی دیگ یا گیارھویں شریف کی دیگ حرام ہے تو مفتی صاحب کا کھانا بھی تو حرام ہونا چاہیے۔ تو مفتی صاحب نے کس دن حلال کھایا تھا۔ کب اُنہوں نے ''اللہ کا کھانا کھایا تھا''؟ جب مفتی صاحب نے قربانی کا بکرا خریدا تھا اور بکرا بھاگ نکلا اور مفتی صاحب اُس کو پکڑنے کے لئے پیچھے پیچھے بھاگ رہے تھے تو مقتدیوں نے پوچھا مفتی صاحب خیر تو ہے بھاگ رہے

ہو؟ تو مفتی صاحب نے کہا ہوگا بکرا بھاگ نکلا ہے، اُس کے پیچھے بھاگ رہا ہوں اور پھر لوگوں نے پوچھا ہوگا کہ کس کا بکرا ہے تو کہا ہوگا ''میرا بکرا'' تو بمطابق فتویٰ ''غیر اللہ کا نام پکارنے سے وہ بکرا حرام ہوگیا'' تو جب مفتی صاحب نے اُس کو کھایا تو حرام کھایا کہ حلال کھایا؟ اگر مفتی صاحب کا بکرا حرام ہے تو پھر ٹھیک ہے مفتی صاحب حرام کھائیں، مزے لیں، اگر مفتی صاحب کا بکرا حرام نہیں تو داتا صاحب کا بکرا کیسے حرام ہوگیا؟ کیا داتا صاحب ہی غیر اللہ ہیں اور مفتی صاحب نعوذ باللہ، اللہ ہیں؟ کیا مفتی صاحب غیر اللہ نہیں ہیں؟

اپنے فتوے کے مطابق حرام کھا کھا کر نورِ ایمان ختم ہوگیا ہے اور اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا ہے۔ اب حالت یہ ہے حرام بھی کہہ رہے ہیں اور حرام کہہ کر کھا بھی رہے ہیں۔ بقول ایسے بے علم مفتیوں کے بزرگانِ دین کے مزارات پر جمع ہونے والے نذرانے اور بکرے حرام ہیں، جبکہ یہ لوگ وہیں سے تنخواہیں بھی لیتے ہیں اور ''لنگر شریف'' بھی کھا رہے ہیں۔ یہ وہ مفتی اور علماء ہیں جنہوں نے لوگوں کو غلط مسائل بتلا کر گمراہ کیا ہے۔

ع دین مُلّاں فی سبیل اللہ فساد

سوال:۔ کیا کسی کے وصال کے بعد اُن کو نذرانہ یا تحفہ یا ثواب پہنچانے کے لئے کھانا تقسیم کر سکتے ہیں اور یہ کھانا اُنہیں پہنچتا ہے؟

جواب:۔ جی ہاں! تقسیم کر سکتے ہیں اور عالمِ ارواح میں اُن کو یہ تحفہ یا نذرانہ پہنچتا ہے۔

کبھی عالمِ ارواح میں وہ چیزیں بھی پیش ہوتی ہوئی نظر بھی آتی ہیں مگر مانے گا وہ جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قلبِ سلیم اور نورِ ایمان سے مزیّن فرمایا ہے۔

آیئے ملاحظہ فرمائیں:

واقعہ نمبر ۱: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ ''در الثمین فی مبشرات الامین ﷺ'' میں اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ سے نقل فرماتے ہیں:۔

اَخبرنی سَیّدی الوالدی قال کنتُ اصنع فی ایّام المولد طعامًا صله بالنّبیّ ﷺ فلم یفتح لی سنة من السّنین شیءٌ اصنع به طعامًا فلم اجد الّا حمّصًا مقلیًا فقسّمه بین النّاس فرایتهٗ ﷺ و بین یدیه هذه الحمّص متبهّجا بشاشا ۳۵

''میرے والدِ بزرگوار نے مجھے خبر دی کہ میں نے میلاد النبی ﷺ کے روز (میلاد پاک کی خوشی میں) کھانا پکوایا تھا۔ ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا کہ میں کھانا پکواتا میرے پاس بھنے ہوئے چنے تھے' وہی میں نے لوگوں میں تقسیم کردیئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے روبرو چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ بہت ہشاش بشاش ہیں''۔

رشید احمد گنگوہی صاحب اس واقعہ کو ''فتاویٰ رشیدیہ'' میں ص۴۳۲ پر نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں ''ایصالِ ثواب ہر روز درست اور موجب ثواب ہے۔ کوئی تاریخ و وقت شرع سے موقت نہیں۔ روزِ ولادت اور روزِ وفات بھی درست ہے۔ پس اگر کسی دن کو ضروری نہ جانے بلکہ مثل دیگر ایام کے جانے ایصالِ ثواب میں اور عوام کو بھی اس طرح کے ایصال میں ضرر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ سب کے نزدیک درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۴۳۲)

نوٹ: ۱۴ اگست ۲۰۰۴ کو غیر مقلدین نے ''جماعة الدعوة'' کے زیر اہتمام ''تکمیل پاکستان کانفرنس'' منعقد کی ہے جس کے لیے ۱۴ اگست ۲۰۰۴ کی تاریخ، ہفتہ کا دن اور ۳:۳۰ بجے کا وقت بھی مقرر کیا۔ اب تو ہر قسم کے عقیدے والے حضرات تمام کام وقت مقرر کر کے ہی کرتے ہیں۔ میلاد النبی ﷺ اور بزرگان دین کے ذکر خیر کے لئے وقت کے تقرر سے اُن کو آخر کیوں پریشانی ہے؟

سوال:۔ فاتحہ مروجہ کے بارے میں کسی ایسے شخص کا حوالہ پیش کریں جس کو دیوبندی

۳۵ص ۴۰ مترجم سنی دارالاشاعة علویہ رضوی ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد و فتاویٰ رشیدیہ (دیوبندی) ص۴۳۲ چھاپہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔

حضرات یا غیر مقلدین مانیں؟

جواب:۔ سچائی کسی مسلک کی محتاج نہیں۔ اِسی سوچ نے سارا نظام خراب کر دیا ہے ایک بات ایک شخص کہتا ہے جو ۱۰۰ فیصد صحیح ہوتی ہے مگر اُس بات کو اِس لئے نہیں مانا جاتا کہ دلیل مانگنے والا سچائی کی عظمت کا قائل نہیں بلکہ اپنے پسندیدہ شخص کو دیکھتا ہے جبکہ اسلام اِس چیز کو پسند نہیں کرتا۔ بعض اوقات بات ایک جیسی ہوتی ہے مگر افراد کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کی وجہ سے سچی بات کا خون ہو جاتا ہے۔

بہر حال ایک ایسی شخصیت کا فتویٰ پیش کیا جاتا ہے جنہیں اشرف علی تھانوی' رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی اپنا روحانی پیشوا اور راہنما مانتے ہیں یعنی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"نفسِ ایصالِ ثواب بارواحِ اموات میں کسی کو کلام نہیں .... سلف کی تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مساکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصالِ ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب ولسان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اِس طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اِس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے' پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اِس کا مشارٌ الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ اِستحضارِ قلب ہو' کھانا روبرو لانے لگے' کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دُعا ہے اِس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دُعا کی اُمید ہے تو اِس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع بین عبادتین ہے"۔

ع چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار

قرآنِ مجید کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں' پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے کہا دُعا کے لئے رفع یدین سُنّت ہے تو ہاتھ بھی اُٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اُس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن

ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے۔ اُس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ دیا پس یہ ہیت کزائیہ حاصل ہوگئی۔ رہا تعینِ تاریخ تو یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمولی ہو اُس وقت وہ یاد آ جاتا ہے اور ضرور ہوتا رہتا ہے نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ اِس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ہے۔ ذہین آدمی غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے۔ ۳۶؎

گیارہویں شریف حضرت غوث پاک قدس سرہ کی' دسویں' بیسویں' چہلم' ششماہی' سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور سرمنی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ' حلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصالِ ثواب کے اِسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ ۳۷؎

گیارہویں شریف کتنا اچھا کام ہے۔ گیارہویں شریف کے پروگرام میں تلاوت قرآنِ مجید ہوتی ہے' نعت مصطفیٰ کریم ﷺ پڑھی جاتی ہے۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی منقبت سنائی جاتی ہے اور بزرگانِ دین' اولیاء کرام کے حالات سنائے جاتے ہیں' دُرود و سلام پڑھا جاتا ہے۔ ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ حاضرین کو شرینی و طعام پیش کیا جاتا ہے۔ تبلیغِ دین کے لئے عقائد کو پختہ کرنے والی اور اعمال کو درست کرنے والی صحیح العقیدہ سُنی علماء کرام کی کتابیں تقسیم کی جاتی ہیں۔

تلاوت کا ثواب ایک ایک حرف کے بدلے میں دس دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ذکر و فکر میں آیاتِ قرآنیہ' احادیثِ مبارکہ اور حالات و واقعات بیان ہوتے ہیں۔ سُنتِ الٰہیہ اور سُنتِ رسولِ کریم ﷺ کی روشنی میں اوامر و نواہی' درس و تدریس' معجزات و کرامات کا بیان ہوتا ہے۔ دُرود و سلام کی برکت سے پڑھنے والوں کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے' درجات بلند ہوتے ہیں' رحمتوں کی بارش ہوتی ہے

۳۶؎ از ہفت مسئلہ دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا ص ۸۱ (کلیات امدادیہ)۔ ۳۷؎ از ہفت مسئلہ دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا ص ۸۲ (کلیات امدادیہ)۔

اور خود ربّ ذوالجلال والاکرام دُرود و سلام پڑھنے والوں پر دُرود بھیجتا ہے۔ ذکرِ الٰہی اور ذکرِ مصطفیٰ کریم ﷺ کی برکت سے وہ جگہیں جنت کے باغ بن جاتی ہیں۔ ایصالِ ثواب دُعا و استغفار کے ذریعے دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔

درویشوں کے لئے کھانا:

قندیل نورانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' ایک دن میں اپنے ایک فرزند مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے فقیروں اور درویشوں کے واسطے کھانا تیار کر رہا تھا۔ اِسی اثناء میں میری زبان پر یہ بات آئی کہ یہ صدقہ ہم سے کیونکر قبول ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ○ (المائدۃ:۲۷) ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) متقیوں سے قبول فرماتا ہے''۔ میں اِسی تردد میں تھا کہ حضرت حق جل جلالہ کی طرف سے آواز آئی اِنَّکَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ''بے شک تم متقیوں میں سے ہو''[۳۸]

فاتحہ شریف کے لئے کھانے کا اہتمام:

قندیل نورانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ نے اپنے اُن صاحبزادوں کے لئے فاتحہ کے واسطے کھانا تیار کرایا جو آپ کے سامنے وفات پا چکے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ توجہ کثیر کے بعد وہ کھانا مقبول ہوا اور ایسا مکشوف ہوا کہ ملائکہ کھانے کے خوان لا رہے ہیں اور اُن کی قبروں پر پہنچا رہے ہیں اور بہشت کے ایک چمن میں اُن کو جمع کر رہے ہیں۔ جب وہ سب کھانا وہاں جمع ہوگیا تو میں نے دیکھا کہ میرے فرزند اُس کھانے کے پاس گئے اور وہ تمام کھانا اُن کے پیٹ میں پہنچ گیا۔ اِس کے بعد دیکھا کہ اُن میں بلندی کی طرف جانے کی اِستعداد پیدا ہوگئی اور وہ عروج میں مصروف ہوگئے اور جب وہ بہت اوپر چلے گئے تو ایک بہشت ظاہر ہوئی جس میں انتہائی رفعت' منزلت' تازگی اور طراوت تھی پس وہ اُس بہشت میں داخل ہوگئے۔

---

۳۸ حضرات القدس ص ۱۰۱ فارسی مکاشفہ نمبر ۱۷۔

چونکہ آپ نے ایصالِ ثواب میں تمام مومنین، مومنات اور ملائکہ عالیہ کو بھی شامل فرمالیا تھا' اِس لئے آپ فرماتے تھے کہ میں نے کسی مومن اور مومنہ کی قبر کو نہیں دیکھا جہاں وہ کھانا نہ پہنچا ہو اور کوئی بہشت ایسی نظر نہیں آئی جو اِس کھانے سے خالی ہو۔ اِسی طرح جب کبھی آپ مردوں کی روحانیت کے لئے ایصالِ ثواب فرماتے تھے تو اسی طرح مکاشفات ہوتے تھے۔ ۳۹ؔ

حضرت مجددؒ الف ثانی علیہ الرحمہ کا اپنا واقعہ:

پیش ازین بچند سال داب فقیر آں بودہ کہ اگر طعام می پخت مخصوص بروحانیات مطہرہ اہل عبا می ساخت وبان سرور وحضرت امیر وحضرت فاطمہ وحضرات امامین راضم می کرد وعلیہم الصلوات والتسلیمات شبے در خواب می بیند کہ آن سرور حاضرست علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام فقیر برایشاں عرض سلام می کند متوجہ فقیر نمی شوندو بجانب دیگر دارند. دریں اثنا بفقیر فرمودند کہ من طعام درخانہ عائشہ می خورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد ازیں زماں فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشاں آن بودہ کہ فقیر حضرت صدیقہ را دران طعام شریک نمی ساخت۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ را بلکہ سائر ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہلِ بیت اند شریک می ساخت۔ ۴۰ؔ

''اِس سے چند سال پہلے فقیر کی عادت تھی کہ اگر (ایصالِ ثواب کے لئے) کھانا پکاتا تھا تو آلِ عبا کی روحانیت مطہرہ کے لئے مخصوص کرتا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ (ایصالِ ثواب میں) حضرت امیر' حضرت فاطمہ اور حضرات اِمامین کریمین رضی اللہ عنہم کو ملاتا تھا۔ ایک رات (یہ فقیر) خواب میں دیکھتا ہے کہ آنسرور علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں۔ فقیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فقیر کی جانب توجہ نہیں فرماتے اور چہرہ مبارک فقیر کی جانب کی بجائے دوسری

۳۹ؔ حضرات القدس ص ۱۰۹ مکاشفہ نمبر ۴۸۔ ۴۰ؔ (مکتوب نمبر ۳۶ دفتر نمبر ۲ حصہ نمبر ۶ ص ۸۵ چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی)۔

طرف رکھتے ہیں۔ اِس دوران مجھ فقیر سے فرمایا کہ میں کھانا ام المومنین (حضرت سیّدہ) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر کھاتا ہوں۔ جو شخص مجھے کھانا بھیجے (ام المومنین حضرت سیّدہ) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر بھیجے۔ اُس وقت معلوم ہوا کہ توجہ مبذول نہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ فقیر (اُم المومنین حضرت سیّدہ) صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اِس کھانے میں شریک نہیں کرتا تھا۔ اِس کے بعد سے ام المومنین حضرت سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بلکہ آپ ﷺ کی باقی ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو جو کہ اہل بیت ہیں، شریک کرتا''۔

گیارہویں شریف کیا ہے؟

یہ ایک تاریخ ہے جس کا تعلق ایک عظیم روحانی اور بزرگ شخصیت سے ہے۔ اُس بزرگ شخصیت کا نام ہے، حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ۔ علامہ یافعی قادری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: گیارہویں کی اصل یہ ہے کہ حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ، حضور نبی کریم ﷺ کی جناب میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے لئے ہر سال ۱۱ ربیع الآخر کو ختم شریف دلوایا کرتے تھے۔ وہ نیاز اتنی مقبول و مرغوب ہوئی کہ اِس کے بعد آپ ہر ماہ گیارہ تاریخ کو نبی کریم ﷺ کا ختم دلانے لگے آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز خود حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف مشہور ہوگئی۔ آج کل لوگ آپ کا عرس مبارک بھی گیارہ ربیع الآخر کو کرتے ہیں۔ ۵۰

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ جس ذوق و شوق سے سرورِ کائنات ﷺ کا عرس مقدس ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو منعقد فرماتے تھے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُسے ایسا مقبول عام عطا فرمایا کہ آپ کے وصال کے بعد خود آپ کی فاتحہ شریف کیلئے بھی ہر ماہ گیارہ تاریخ مقبول ہوگئی۔ چنانچہ دیگر مشائخ عظام کا عرس تو سال میں ایک مرتبہ ہوتا

---

۵۰ قرۃ الناظرۃ وخلاصۃ المفاخر ص ۱۱۔

ہے لیکن غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگانِ دین نے آپ کا عرس مبارک ہر مہینہ کی گیارہ تاریخ کو مقرر فرمادیا۔ ۵۱؎

شیخِ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ جو محدثین کے امام ہیں' تحریر فرماتے ہیں "ہم نے اپنے سردار امام و عارفِ کامل شیخ عبدالوہاب قادری متقی قدس سرہ العزیز کو فرماتے ہوئے سنا۔ علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں ہمارے دیگر مشائخ عظام کے نزدیک بھی گیارہویں شریف مشہور و متعارف ہے"۔ ۵۲؎

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

"حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ اور شہر کے اکابر وغیرہ جمع ہوتے۔ نمازِ عصر کے بعد مغرب تک قرآن شریف کی تلاوت کرتے اور سرکارِ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی شان میں قصائد اور منقبتیں پڑھتے۔ نمازِ مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور اُن کے آس پاس مریدین حلقہ بنالیتے اور ذکر جہر شروع ہوتا اِسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہوجاتی۔ اِس کے بعد جو طعام' شیرینی یا نیاز تیار ہوتی' تقسیم کی جاتی اور نمازِ عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہوتے"۔ ۵۳؎

اِسی طرح اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کے محترم استاد ملاجیون رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے "وجیز الصراط" میں' علامہ غلام سرور لاہوری "خزینۃ الاصفیا" جلد۱ص ۹۹ میں' داراشکوہ "سفینۃ الاولیاء" ص ۲۲ میں اور حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمہ نے "تحفہ قادریہ" ص ۹۰ میں آپ کے عرس شریف کے متعلق ثبوت پیش کیے ہیں۔

گیارہویں شریف ایک مستحب اور نیک عمل ہے۔ یہ موجودہ دور کی ایجاد نہیں بلکہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد اسلاف کا قدیم سے طریقہ ہے اور صالحین کی پسندیدہ چیز پر عمل کرنے کے متعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ گرامی موجود ہے: مَارَاٰہُ

۵۱؎ وجیز الصراط ص ۱۸۳، از حضرت علامہ محمد بن حضرت ملاجیون رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۵۲؎ ماثبت من السنۃ ص ۱۲۷۔ ۵۳؎ ملفوظات عزیزی ص ۶۲ (فارسی)۔

اَلْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ ۵۴ ''یعنی جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے''۔

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اخبار الاخیار شریف میں حضرت امان اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۸۷۲ھ تا ۹۹۷ھ) کے حالات قلمبند فرماتے ہوئے' لکھتے ہیں:

یازدھم ماہ ربیع الآخر عرس غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کردو فرمود از صاحبان تقدم نباید کرد و طعامی کہ پختہ بودند بخش کرد ۵۵ ''ربیع الآخر کی گیارہ تاریخ کو عرسِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کرتے اور فرماتے کہ پہلے لوگ اِس کا اہتمام کرتے اور کھانا پکاتے اور تقسیم کرتے''۔

۱۱ تاریخ بھی دیگر مشہور تاریخوں کی طرح ایک تاریخ ہے۔ گیارہ کا عدد کوئی خوفناک نہیں' دس کے بعد گیارہ آتا ہے اور بارہ سے پہلے گیارہ آتا ہے۔ جیسے ۱۴ اگست ایک مشہور تاریخ ہے جس میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔ **لیلۃ القدر** ۲۷ رمضان المبارک کی وہ تاریخ ہے جس میں قرآنِ مجید کے نزول کا آغاز ہوا تھا۔ ۱۲ ربیع الاول شریف رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی تاریخ ہے۔ ۲۵ دسمبر قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کی تاریخ پیدائش ہے۔ ۱۰ محرم الحرام شہداء کربلا اور اُن کے ساتھ امام عالی مقام حضرت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تاریخ ہے۔ محولہ بالا تاریخوں میں محولہ بالا شخصیات اور واقعات کا تذکرہ ہوتا ہے اور جب گیارہ تاریخ آتی ہے تو حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر پاک ہوتا ہے۔

سوال: اپنے بزرگوں کے نام پر کھانا پکوا کر اُس کو آگے رکھ کر پانی وغیرہ رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے یا ناجائز؟ موافق حدیث شریف نیت گیارھویں شریف کر کے فاتحہ پیر

---

۵۴ موطا امام محمد ص ۱۴۴، کتاب الروح ص ۱۰' ردالمختار ص ۵۱۸ ،لمعات فارسی ص ۲۱، بستان العارفین عربی جلد ۹ ص ۳، نصب الرایۃ للزیلعی جلد ۴ ص ۱۳۳، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۷۸۔

۵۵ اخبار الاخیار شریف ص ۲۴۴، فارسی

پیران صاحب کی جائز ہے یا نہیں؟ کس کا طریقہ ہے؟ یا سُنت ہے؟ فقط۔

جواب: اموات مسلمین کے نام پر کھانا پکا کر ایصالِ ثواب کے لیے تصدیق کرنا بلا شبہ جائز و مستحسن ہے اور اس پر فاتحہ سے ایصالِ ثواب دوسرا مستحسن ہے اور دو چیزوں کا جمع کرنا زیارت خیر ہے اور پانی سے بھی ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں۔ **افضل الصدقة سقی الماء** ''سب سے بہتر صدقہ پانی پلانا ہے''۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ جہاں پانی نہ ملتا ہو کسی کو پانی پلانا ایک جان کو زندہ کرنے کے مثل ہے اور جہاں پانی ملتا ہو تو وہاں پلانا غلام کو آزاد کرنے کی مثل ہے جیسا کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ یوں ہی گیارھویں شریف جائز ہے۔ اور باعث برکات اور وسیلہ مجربہ قضاء حاجات ہے۔ اور خاص گیارھویں کی تاریخ کی تخصیص، تخصیصِ عرضی اور مصلحت پر مبنی ہے جبکہ اُسے شرعاً واجب نہ جائے''۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۹۶)۔

نذر، نیاز کی حقیقت:

دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی مخالفین نے حقیقت و مجاز کی شرط کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے محض معنوں کا سہارا لیکر حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ یہ قطعی طور پر کھلی اور واضح حقیقت ہے کہ اِن دونوں الفاظ کا اطلاق حقیقی معنوں پر بھی ہوتا ہے اور مجازی معنوں پر بھی۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ چند معتبر کُتب سے اس کے دونوں حقیقی، مجازی اور دیگر کئی اصطلاحی معنے ملاحظہ فرمائیں۔ اس کے بعد اِن الفاظ کے مجازاً مستعمل ہونے کے متعلق چند حوالے پیش کیے جائیں گے۔

فیروزُ اللُّغات:

☆ نذر کے حقیقی معنے:۔ (۱) منّت، صدقہ، قربانی، بھینٹ۔

☆ نذر کے مجازی معنے:۔ (۲) نیاز، تحفہ، فاتحہ

☆ نذر کے لغوی معنے:۔ (۳) اپنے اُوپر کوئی چیز واجب کر لینا۔

☆ نذر پکڑنا:۔ ہدیتاً دینا، تحفۃً دینا پیشکش کرنا۔

☆ نذر دینا:۔(۱) کسی بڑے کے سامنے کوئی چیز یا نقدی بطور تحفہ پیش کرنا۔
(۲) فاتحہ کرنا۔

☆ نذر کرنا:۔(۱) بھینٹ چڑھانا (۲) پیش کرنا (۳) رشوت دینا (۴) پُوجنا (۵) حوالہ کرنا، سپرد کرنا

☆ نذر ماننا:۔ کسی بات یا عہد کو اپنے اوپر واجب کر لینا۔

☆ نذر ہے:۔ حاضر ہے، موجود ہے۔

☆ نذریں گذارنا:۔ حاکم کے سامنے تحفے اور نقدی پیش کرنا۔

☆ نذرانہ:۔(۱) پیشکش (۲) تحفہ، ہدیہ (فیروز اللُّغات صفحہ نمبر ۱۱۷۷)

☆ نیاز:۔(۱) حاجت (۲) احتیاج (۳) آرزو (۴) تمنا (۵) میل خواہش (۶) اظہارِ محبت (۷) انکسار (۸) عاجزی (۹) مسکینی (۱۰) تبرّک (۱۱) تحفہ درویشاں (۱۲) نذر (۱۳) بھینٹ (۱۴) چڑھاوا (۱۵) مَنّت (۱۶) اِلتجا (۱۷) ملاقات (۱۸) واقفیت (۱۹) روشناسی (۲۰) جان پہچان۔ (فیروزُ اللُّغات۔ مطبوعہ فیروز سنز لاہور صفحہ ۱۲۰۸)

☆ نیاز دلوانا:۔(۱) فاتحہ دلوانا (۲) دُرود فاتحہ دِلوانا۔

☆ نیاز کرنا:۔(۱) نیاز دلانا (۲) فاتحہ دلانا (۳) کسی بزرگ کے نام کا کھانا کرنا (۴) نذر کرنا (۵) بھینٹ کرنا (۶) نذر چڑھانا (۷) نذر پکڑنا (۸) صدقہ کرنا (۹) نثار کرنا (۱۰) دینا (۱۱) حوالہ کرنا۔

واقعہ نمبر۱:

’’شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ ’’انفاس العارفین‘‘ میں لکھتے ہیں‘‘:

میرے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ: می فرمودند در ایام وفاتِ حضرتِ رسالت پناہ ﷺ چیزے فتوح نہ شد کہ نیاز آنحضرت طعامی پختہ شود قدرے نخود بریاں وقند سیاہ نیاز کردم شبے در واقعہ دیدم کہ انواع طعام بحضور آنحضرت ﷺ عرضہ میدارند و دراں میان آن نخود بریاں وقند سیاہ نیز معروض داشتند بہ نہایت ابتہاج

و بشاشت اقبال فرمودند و آنرا طلبیدند و چیزے ازآں تناول کردند و باقی در صحاب قسمت فرمودہ اند۔

فرماتے تھے رسول کریم ﷺ کے وصال کے دن میرے پاس کوئی چیز نہ تھی کہ میں نبی کریم ﷺ کی نیاز پکاتا۔ میرے پاس بھُنے ہوئے چنے اور کالا گڑ تھا' میں نے بھُنے ہوئے چنے اور کالا گڑ نیاز کے طور پر تقسیم کر دیئے۔ رات کو میں نے خواب میں واقعہ دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں قسم قسم کے کھانے پیش ہیں اور سب کے درمیان بھُنے ہوئے چنے اور کالا گڑ بھی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے اُنہیں بہت خوشی کے ساتھ قبول فرمایا اور طلب فرمایا اور اُن میں سے کچھ تناول فرمایا اور باقی دوستوں میں تقسیم فرمادیئے"۔ ۵٦؎

واقعہ نمبر۲:

شیخ المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ''اخبار الاخیار شریف'' میں حضرت شیخ ملک زین الدین وزیر الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات لکھتے ہیں۔

وتمام متعلقان او از خدمت گاراں وغیر ھم ھمہ نصف شب آخر برای تہجد می برخاستند وتاوقت چاشت در منزل او جز باشارت دست و زبان کارمی شداز جہت مشغولی اوراد و نوافل گویند کہ وی را شب جمعہ بروح مطہر رسول ﷺ مقدار چند من برنج قبولی می پختند کہ بر ہر برنجی سہ کرت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ خواندہ می دمیدند ۵۷؎ ''اور تمام متعلقین اور خدمت گار وغیرہ آدھی رات کے بعد نمازِ تہجد پڑھنے اُٹھ بیٹھتے تھے۔ پھر تہجد کے بعد چاشت کی نماز ختم ہونے تک آپ کے محل میں کوئی شخص اِشارہ کے سوا کوئی بات زبان سے نہیں کہتا تھا۔ آپ کے اوراد و وظائف کی یہ حالت تھی کہ جب جمعتہ المبارک کی رات آتی تو کئی من چاول رسولِ کریم ﷺ کی روحِ پُر فتوح کو نذرانہ بھیجنے کیلئے پکائے جاتے اور چاولوں کے ہر ہر دانے پر تین تین مرتبہ قل شریف پڑھا جاتا''۔

۵٦؎ انفاس العارفین ص ۱۴۱ کتب خانہ حاجی مشتاق احمد اینڈ سنز اندرون بوہڑ گیٹ ملتان۔

۵۷؎ اخبار الاخیار ص ۲۲۷۔